سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون

الحمد للہ کہ اندنوں تازہ افادات اکمل الکملا
وافضل الفضلا اوحد زمن مولانا احمد حسن عم فیضہم الغنی
رسالۂ نافعہ و دلائل رائعہ مسمی بہ

تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان

حسب فرمائش جناب حافظ امیر الدین
صاحب کمپنی باہتمام ہر دل عزیز منشی عبد العزیز صاحب تاجر
آخر محرم الحرام سنہ ۱۳۰۷ ہجریہ کو

مطبع عزیزی کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفونکے رقم کا | حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد بیحد اوس جامع صفات کمالیہ کو سزا ہے جسکی ذات شائبہ امکان کذب سے منزہ اور تمام عیوب و نقص سے مبرا ہے۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا صرف اوسکے وجوب کا مقتضا ہے۔ اور نعت لاتعداد اوس نبی صادق و مصدوق کو زیبا ہے جسنے چراغ ہدایت ہم گمراہون کے راستے مین رکھا۔ اور اسکی نبوت کی گواہی نے لاحقین کو خیر امم سابقین سے ملقب کیا۔ تمام انبیا کے کمالات کا ظہور اوسکے نور کا جلوہ ہے۔ سب موجودات سے پردۂ عدم کا دور ہونا اوسکے فیض کا کرشمہ ہے۔ اس ہیچمیرز کو کیا یارا کہ اوس ممدوح باری کی توصیف کا ذکر زبان پر لائے۔ اور آپکی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کرسکے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قامت زیبا پر راست۔ اور خاتم الرسل ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنصر لطیف پر درست ہے علیہ وعلی آلہ واصحابہ اتم

افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ آنجناب کے مددگار حضرت ابوبکر یار غار و حضرت عمرؓ معدلت شعار حضرت عثمان ذی النورینؓ جان نثار و حضرت علیؓ میدان علم کے شہسوار یہ ہرچہار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہین۔ انکے دوستدار مستحق درجات اعلی علیین ہین۔ بعد حمد و نعت کے خادم طلبہ مسکین امیر الدین طالبان حق اور منزہین قادر مطلق کیخدمت بابرکت مین عرض رسا ہے۔ کہ اس زمان پر آشوب مین یہ نوبت پونہچی کہ ہمارے علماے دین بجاے ہدایت خلق ایسے مسئلون مین بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہون اور مخالف دین کی موجب طعن و مضحکہ اوسپر طرہ یہ ہے کہ نہ علماے محققین کے اقوال ملاحظہ کرتے ہین نہ اہل حق کا کہنا مانتے ہین بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے مجلسین منعقد کرتے ہین اور اہل حق کے چھیڑنے کے لیے دور دور تک استفتے بھیجے جاتے ہین والی اللہ المشتکی چنانچہ انہون نے اس قسم کا ایک استفتا دیوبند سے حضرت استاذی افضل الفضلا اکمل الکملا سلطان المحققین فخر المدققین البحر القمقام النحریر الفہام جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول محط رحال کرام مرجع خواص و عوام فخر زمن مولانا حافظ احمد حسن عم فیضہ کی خدمت سراپا برکت مین اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت وجماعت ہی یا نہین اور اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا معتقد راہ راست پر ہرچند حضرت محتشم الیہ کو عدیم الفرصتی مانع وقت۔ اور کثرت اسباق سے تحریر جواب فتوی ہذا کی مہلت

نہ تھی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطریق ارتجال تقاضای استعجال
سے استفتا مذکور کا جواب تحریر فرمایا۔ جسمین امکان کذب باری تعالیٰ کا استحالہ
اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عدیم الفرصتی کی وجہ
سے جناب ممدوح الصدر نے مختصراً لکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعوی کے لیے
دلیل کافی اور رد زعم امکان کذب جلشانہ کے لیے برہان وافی تھی اسلیے منصفین
نے جب بہ نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور جابجا سے اوس فتوی کی طلب
مین اسقدر خطوط آئے جنکی تعمیل دشوار تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمیقدار نے
کمر ہمت چست کر کے یہ ارادہ مصمم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق مین درست
کر کے مطبوع کرا دیا جاوے تاکہ احقاق حق سب پر ظاہر ہو جاوے۔ راقم کو صرف
عوام کی نفع رسانی مدنظر ہے۔ اب یہان سے صفحات تالیات مین جواب کے
کلمات طیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہین و اللہ
ولي الافادة والاستفادة وبيده ازمة الحفاظة عن المغلطة۔ ✤

سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین حامیان شرع احمدی اس مسئلہ
مین کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ یعنی باریتعالیٰ کا متصف
بکذب ہونا ممکن ہے اور عقیدہ اہل سنت وجماعت اسکو جانتا ہے اور یہ دلیل
بیان کرتا ہے کہ رد المحتار مین آیا ہے کہ ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا
بل جودا وکرما اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ مصرح الفاظ مین خلف فی الوعید ہے
مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعید ہے لہذا عبارت مواقف ومقاصد
ضرور بالضرور مستلزم کذب باری تعالیٰ کو ہوگی اور عمرو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق
حقیقی کذب سے منزہ ومبرا ہے ذات باری کو یہ دھبہ نقصان لگانا ہے اعوذ
باللہ وتعالی اللہ عن ذالك علوا کبیرا اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع
خلف فی الوعید کی نہین مانتا اب ان دونون عقیدون مین کون حق اور کون
ناحق ہے اور عبارت مواقف ومقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زید معنی حق سمجھا ہے
یا عمرو یا اور کوئی معنی ہین اوسکی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہو اور معتقدین مین سے
ایک کو دوسرے کے مقابلے مین کیا کہنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس
امر مین کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمائیگا۔ ✤

الجواب

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم والصلوة والسلام
على نبيك الكريم وصحبه واهل بيته وازواجه واتباعه اجمعين
اقول مستعينا بملهم الصدق والصواب صورت مسئولہ مین عمرو کا عقیدہ
بہت درست اور صحیح ہے بلاشک وشبہ سبحانہ تعالیٰ امکان کذب سے منزہ ومبرا ہے اور یہی اعتقاد اہل
سنت الجماعة کثرہم اللہ تعالیٰ کا ہے البتہ فرقہ ضالہ مرزائیہ امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اس دعوی کے

ثبوت مین اولاً اقوال مفسرین اور ثانیاً عبارات متکلمین اور ثالثاً نصوص اصولیین وغیرہم
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ذیل مین درج کیے جاتے ہین **اقوال مفسرین** رحمہم اللہ
تعالی مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین فرماتے ہین وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا قولا ہذہ الجملۃ بمنزلۃ التعلیل لقولہ لاریب فیہ فان اخبارہ
تعالی لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالی
فما ثبت بقولہ تعالی فھو حق لاریب فیہ اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر
مین بیان فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا انکار ان تکون احد اکثر صدقا منہ
فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال اور صاحب
تفسیر حقانی جلد اول مین یون نص کرتے ہین لاریب فیہ وھو ان لم یثبتہ الی
حد الایجاب لکن اوجبہ اخبار اللہ تعالی عنہ لانہ (من اصدق من اللہ حدیثا)
لانہ عبارۃ کلامہ الازلی الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان
دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیھا تفسیر مدارک مطبوعہ مصر مین
درج ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا تمیز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد
اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالی بقبحہ لکونہ
اخبارا عن الشی بخلاف ما ھو علیہ اور تفسیر خازن مین ہے فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ
حَدِیْثًا یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالی فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ
الکذب اور امام المفسرین وفخر المتکلمین فخر الدین رازی تفسیر کبیر کی جلد سوم مین کس

تصریح سے اس مطلب کو ادا فرماتے ہین المسئلۃ السادسۃ قولہ (وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا) استفہام علی سبیل الانکار والمقصود منہ بیان انہ یجب
کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ تعالی محال واما المعتزلۃ فقد
بنوا ذلک علی اصولھم الخ واما اصحابنا فدلیلھما آہ اور نیز وہی سلطان العلماء
سند الفضلاء تفسیر مذکور کی جلد سوم مین زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارہ مین
ارشاد کرتے ہین فقد جوز الکذب علی اللہ تعالی وھذا خطاء عظیم بل یقرب
من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب تفسیر ابو سعود
مین ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا) انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالی
فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ
دون غیرہ یہ عبارات ونصوص حضرات مفسرین کے جو یہان تک نقل کیے گئے استحالہ
امکان کذب باری تعالی پر بلا شک وشبہ حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ ہین اور یہ مدعا
اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جسکے لیے تفصیل ذیل
درکار ہے کہ اشاعرہ رحمہم اللہ تکلیف مالا یطاق کو جائز رکھتے ہین اور اپنے دعوی
کے ثبوت مین ان آیات سے استشہاد لاتے ہین جنمین خداوند کریم نے اشخاص
معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استشہاد کی تقریر اسطور پر کرتے ہین
کہ ایمان ابولہب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان کے مکلف ہین اگر
تکلیف مالایطاق جائز نہوتی تو ان کفار کو ایمان کی تکلیف نہ دیجاتی اور انکے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے اسلیے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اسکے وقوع
سے محال لازم آتا کیونکہ امکان کا مقتضا یہی ہے حالانکہ صورت ہذا مین بر تقدیر
وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے والمستلزم
للمحال محال ۔ اب مین کہتا ہون کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک خدا کے کلام لفظی مین
کذب ممکن ہو تو اُنکے اس استدلال کے کچھ معنی نہین ہو سکتے اسلیے کہ جب انکے
نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو ابو لہب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکر ہوا اسواسطے
کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہوگا تو واجب
جل مجدہ کا جھوٹ لازم آئیگا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو انلوگون کے ایمان
لانے مین پھر کوئی قباحت نہین وہذا خلف پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدائے
تعالیٰ کا کذب ممکن نہین چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے والآیۃ مما احتج بہ من جوز
تکلیف بما لا یطاق فانہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر عنہم بانہم لا یومنون فیجتمع الضدان
اھ اور فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین وذہب بعض الاشعریۃ الی
وقوع التکلیف بالممتنع لذاتہ واستدلوا بہذہ والمراد بالجواز الجواز الوقوعی و
بما لا یطاق الممتنع لذاتہ والا فالجواز مطلقا ووقوع التکلیف بما لیس بممتنع
لذاتہ متفق علیہ بینہم وحاصل الاستدلال انہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر
بانہم لا یؤمنون وامرہم بالایمان وہو ممتنع اذ لو کان ممکنا لما لزم من فرض وقوعہ
محال لکنہ لازم اذ لو امنوا انقلب خبرہ تعالیٰ کذبا وشمل ایمانہم الایمان بانہم

لا یومنون لکونہ مما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایمانہم بانہم لا یومنون
فرع اتصافہم بعدم الایمان فیلزم اتصافہم بالایمان وعدم الایمان فیجتمع
الضدان وکلا الامرین من انقلاب خبرہ تعالیٰ کذبا واجتماع الضدین محال
ومایستلزم المحال محال اور علامہ ابو سعود فرماتے ہین والآیۃ الکریمۃ مما استدل
بہ علی جواز التکلیف بما لا یطاق فانہ تعالیٰ قد اخبر عنہم بانہم لا یومنون
فظہر استحالۃ ایمانہم لاستلزامہ المستحیل الذی ہو عدم مطابقۃ اخبارہ تعالیٰ
للواقع مع کونہم مامورین بالایمان باقین علی التکلیف اھ اور امام فخر الدین رازی
اپنی تفسیر مین لکھتے ہین المسئلۃ الثانیۃ احتج اہل السنۃ بہذہ وکل ما
اشبہہا من قولہ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وقولہ ذَرْنِیْ وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِیْدًا الی قولہ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا وقولہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ علی تکلیف
ما لا یطاق وتقریرہ انہ تعالیٰ اخبر عن شخص معین انہ لا یومن قط فلو صدر منہ
الایمان لزم انقلاب خبر اللہ تعالیٰ الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح
وفعل القبیح یستلزم اما الجہل واما الحاجۃ وہما محالان علی اللہ تعالیٰ والمفضی
الی المحال محال فصدور الایمان والتکلیف بہ تکلیف بالمحال وقد یذکر ہذا
فی صورۃ العلم وہو انہ تعالیٰ لما علم منہ انہ لا یومن فکان صدور الایمان
منہ یستلزم انقلاب علم اللہ جہلا وذلک محال ومستلزم المحال محال
اور تکلیف ما لا یطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اسطور

بیان فرماتے ہین کہ متنازع فیہ جواز تکلیف مالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ
کا ہے اور وہ بیان لازم نہین آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور
وہ متنازع فیہ نہین ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہین تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات
ممتنع بالغیر سے محال بالذات لازم نہین آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم
تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال ہان اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع
بالغیر پر نظر نہ کیجاے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس ما نحن فیہ جبکہ ابولہب
وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہوگیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع
کے محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اوسکے امکان ذاتی کی منافی
نہین اب اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک
خدا تعالی کا کذب ممکن بالذات ہوتا تو اس تطویل لاطائل کی کیا حاجت تھی صرف
اتنا ہی جواب کافی تھا کہ باریتعالی کا کذب کلام لفظی مین ممکن بالذات ہے پس خدا کے
خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہین ہو سکتا کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کے کوئی
قباحت لازم نہین آتی غایۃ ما فی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات
نہین پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی
مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنے خدا کے کلام لفظی کا بھی کاذب ہونا ممتنع بالذات
وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرات علماے مفسرین استدلال مذکور کا کیا جواب

دیتے ہین مگر مین بلحاظ اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر اکتفا کرتا ہون علامہ بیضاوی
اور ابو سعود لکھتے ہین والاخبار بوقوع الشیٔ او عدمہ لا ینفی القدرۃ علیہ کاخبارہ
تعالی عما یفعلہ ھو والعبد باختیارہ فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین
قولہ والاخبار الخ جواب عن الاستدلال المذکور وحاصلہ ان ایمانھم لیس من المتنازع
فیہ لانہ امر ممکن فی نفسہ وباخبارہ تعالی بعدم الایمان لا یخرج من الامکان غایتہ
انہ یصیر ممتنعا بالغیر واستلزم وقوعہ الکذب او اجتماع الضدین بالنظر الی ذلک
لان اخبارہ تعالی بوقوع الشی او عدم وقوعہ لا ینفی قدرتہ علیہ ولا یخرجہ من
الامکان الذاتی لامتناع الانقلاب وانما ینفی عدم وقوعہ او وقوعہ فیصیر
ممتنعا واللازم للممکن ان لا یلزم من فرض وقوعہ نظرا الی ذاتہ محال واما بالنظر الی
الامتناع فقد یستلزم الممتنع بالذات کاستلزام عدم المعلول الاول عدم الواجب
انتہی عبارات حضرات متکلمین رضی اللہ تعالی عنہم خلاصۃ آل عبا سند العلما سید سند علیہ
الرحمۃ شرح مواقف مین نص کرتے ہین تفریع علی ثبوت الکلام للہ تعالی وھو انہ
یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین الاول انہ الخ والثانی انہ منافی
لمصلحۃ العالم لانہ اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب
والعقاب وسائر ما اخبر بہ من احوال الآخرۃ والاولی اہ اما امتناع الکذب علیہ
تعالی عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اجماعا الخ اور
امام المحققین جلال الدین دوانی شرح عقائد جلالی مین دربارہ تنزیہات باری عز اسمہ

یون نص فرماتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب
لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اور دوسرے مقام مین عضد الملۃ والدین
صاحب عضدیہ فرماتے ہین وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع
العقلاء علی ذلک اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق باطلہ کے لکھا ہے واما
الفرق الناجیۃ فھم الاشاعرۃ والسلف من المحدثین اہل السنۃ والجماعۃ وقد اجمعوا انہ لیس
فی حیز ولا جھۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا شئی من
صفات النقص اھ اور صاحب حاشیۂ خیالی شرح عقاید کے قول کیف وھو تبدیل
کے ذیل مین کہتے ہین بل کذب منتف بالاجماع ایک اور استدلال اقوال متکلمین سے
طالبین حق کے پیش نظر کرتا ہون کہ دراصل مشائخ کرام ماتریدیہ کثرہم اللہ اور معتزلہ
ہداہم اللہ کے نزدیک اشیا کا حسن وقبح عقلی ہے اور اشاعرہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی
ہے چنانچہ اسکی تفصیل بفضلہ تعالی بیان کیجائیگی معتزلہ نے اشیا کے حسن وقبح عقلی
ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہین جیسا کہ مسلم الثبوت وشرح مواقف مین مذکور ہے منجملہ
ان وجوہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہین جنمین سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر
حسن وقبح عقلی نہ ہوتا تو خدا کا جھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا وھو باطل بالاجماع اشاعرہ
اس کا جواب یون دیتے ہین کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا قبح عقلی پر
مبنی نہین تا کہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا امتناع ثابت نہ ہو سکے بلکہ جائز ہے کہ
اسکی وجہ کوئی اور ہو۔ ناظرین اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کر سکتے ہین کہ اہل سنت

والجماعۃ کا مذہب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے صرف استدلال کی تعیین
طرق مین کلام ہے شرح مواقف کی عبارت جو ذیل مین درج کیجاتی ہے اسپر شاہد ہے
واما الطریقان الالزامیان فاحدھما لو حسن من اللہ کل شئی کما اقتضاہ مذھبکم
من ان القبح انما ھو لاجل النہی الذی لا یتصور فی فعالہ لحسن ای لم یمتنع منہ
الکذب وفی ذلک ابطال للشرائع وبعثۃ الرسول بالکلیۃ لانہ قد یکون فی تصدیقہ
للنبی بالمعجزۃ کاذبا فلا یمکن حینئذ تمییز النبی عن المتنبی فلا یثبت الاحکام
الشرعیۃ وینتفی فائدۃ البعثۃ وانہ باطل بالاجماع ولحسن منہ ایضا خلق المعجزۃ
علی ید الکاذب وعادا لمحذور الذی ھو سد باب النبوۃ والجواب ان مدرک
امتناع الکذب منہ تعالی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفائہ ان
لا یعلم امتناعہ اذ یجوز ان یکون لہ مدرک اخر وقد تقدم ھذا فی مباحث کونہ
تعالی متکلما اھ اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالی آگے آئیگی اور علامہ تفتازانی
نے شرح عقاید مین در بارہ امتناع جواز تکلیف مالا یطاق نص کیا ہے وقد یستدل
بقولہ تعالی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا علی نفی الجواز وتقریرہ انہ لو کان جائزا
لما لزم من فرض وقوعہ محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم
تحقیقا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب اللہ تعالی وھو محال وھذہ نکتۃ فی
بیان استحالۃ کل ما یتعلق علم اللہ او ارادتہ واخبارہ بعدم وقوعہ وحلہا انا لا
نسلم ان کل ما یکون ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب

ذلك لولم يعرض له الامتناع بالغير ولا الجاز انيكون لزوم المحال بناء على الامتناع
بالغير الا ترى ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره فعدمه ممكن فی نفسه
مع انه يلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل
ان الممکن لا يلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الى ذاته اما بالنظر الى امر زائد على نفسه
فلا نسلم انه لا يستلزم المحال نصوص علماء اصول رضوان الله عليهم اجمعين اوستاذ
اساتذة الهند ملا نظام الدين سهالوی شرح مسلم الثبوت کی اس مقام مین فرماتے
ہین وثانيا ان ما ای الحکم عقلا لو لا لم يمتنع الکذب منه تعالى والتالی باطل لان
الکذب منه لو کان جائزا فلا يمتنع اظهار المعجزة على يد الکاذب فانه من شعب
الکذب واذ قد جاز فالا کاذيب کلها سواسية فينسد باب النبوة وهو مفتوح
البتة اور مولانا عبد العلی بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مين لکھتے ہين
لاستحالة الکذب هناك اور صدر الشريعة توضيح مين يون تنقيح کرتے ہين وانما
عدل عن الامر الى الاخبار لان المخبر به ان لم يوجد فی الاخبار يلزم کذب الشارع
اور علامہ سعد الملة والدين اسی قول پر تلويح مين بيان فرماتے ہين لانه اذا حکم
بثبوت شئ لشئ او نفيه عنه فان لم يتحقق ذلك لزم کذب الشارع وهو
محال یہان تک تو اقوال و تصریحات علمای کرام وفضلاء عظام واسطے ثبوت مدعا کے
مذکور بالا کے نقل کیے گئے اب اسی مدعا پر ایک دلیل عقلی قایم کیجاتی ہی جسکے
مقدمات علماء کلام کے اقوال سے مستنبط ہین وہ یہ ہے کہ بیشک اضداد

صفات کمالیہ نقائص ہین اور ذات باریتعالی صفات ناقصہ سے مبرا ہے قال
فی شرح العقائد النسفية على ان اضدادها نقائص يجب تنزيهه تعالى عنها اور
رفع احد النقيضين ثبوت دوسرے کو مستلزم ہے قال ابو الحسن الشهيد فی حاشية
على ذلك الشرح فی توضيح العبارة المذکورة للبداهة العقلية بان رفع الحيوة
ورفع القدرة ونحوه نقائص يجب تنزيه الله تعالى بالاجماع وارتفاع احد
المتنافيين يستلزم ثبوت الآخر ضرورة اور چونکہ خدا کا متکلم ہونا بکلام صادق ومطابق
واقع ظاہر وباہر ہے لہذا اسکی نقیض جسکا محصل کذب ہے واجب الرفع ہوگی
وهو المدعى آب وہ شکوک وشبہات جو براہین قاطعہ مذکورہ بالا پر بادی النظر مین مخطور
بالبال ہوسکتی ہین مع دفعات ذیل مین درج کیجاتی ہین - اگر یہ کہا جاے کہ خدا
تعالی کا جمیع نقائص سے کہ منجملہ انکے کذب بھی ہے مبرا ہونا کیونکر متفق علیہ عقلا ہوسکتا
ہے حالانکہ بعض اکابر عقلا یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے
فما راه الشرع حسنا فهو حسن وما قال انه قبيح فهو قبيح اور عقاید عضدیہ مین منصوص
ہے ولا حاکم سواه فليس للعقل حکم فی حسن الاشياء وقبحها وفی کون الفعل سببا
للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ ہے کہ حسن وقبح کے تین معنی ہین دو ان مین سے
اتفاقا عقلی ہین اور ایک متنازع فیہ اور فیما نحن فیہ مین قبح بمعنی نقصان عقلی قرار
دیا ہے اور وہ اتفاقا عقلی ہے کما قال الدوانی قالوا الحسن والقبح يطلق على ثلثة
معان الاول صفة الکمال والنقص والثانی ملائمة الغرض ومنافرته وقد يعبر عنهما

بالمصلحۃ والمفسدۃ ولا نزاع فی ان ہذین المعنیین ثابتان للصفات فی نفسہا
وان ماخذہما العقل و الثالث المدح والذم عاجلاً والثواب والعقاب اٰجلاً وہو
محل الخلاف اور ایسا ہی مسلم الثبوت اور تلویح وغیرہ مین مذکور ہے اور صاحب
مسلم الثبوت نے رد امکان کذب باری تعالیٰ مین اسطرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ
نقص وقد علم انہ لا نزاع فیہ ومافی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح
العقلی فممنوع لان ماینافی الوجوب الذاتی کیفاکان اوفعلاً من الاستحالات
العقلیۃ ولذلک اثبتہ الحکماء لکن یلزم علی الاشاعرۃ امتناع تعذیب الطایع
کما ہو مذہبنا ومذہب المعتزلۃ فانہ نقص مستحیل علیہ تعالیٰ شانہ اور اگر
کوئی یون وہم کرے کہ جب کذب باری تعالیٰ بالنظر الی الذات محال ہے تو ان براہین
قطعیہ کے کیا معنی ہونگے اسلیے کہ برتقدیر اُنکی محالیت اوسکی معلل ومثبت بالغیر ہوگی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطہ فی الاثبات ہین نہ واسطہ فی الثبوت اور
استحالہ بالذات کی منافی واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطہ فی الاثبات غایۃ
مافی الباب یہ ہے کہ محالیت اوسکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے
مثبت ہے اور یہ منافی اوسکی ذاتیت کی نہین ہے اور تحقیق واسطہ فی الاثبات
اور واسطہ فی الثبوت کے مولانا بحر العلوم قدس سرہ کے حواشی سے بخوبی ہو سکتی
ہے۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ جمیع عبارات دالہ امتناع کذب باری تعالےٰ
سے امتناع بالغیر مراد ہے۔ اور یہ امکان بالذات کی منافی نہین اسکا جواب یہ ہے

کہ جب لفظ استحالہ اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہین تو اُسکا فرد کامل یعنی امتناع بالذات
مراد ہوتا ہے جیسا کہ جب وجوب اور امکان مطلق استعمال کیئے جاتے ہین تو وجوب بالذات
اور امکان بالذات مراد ہوتا ہے کما لایخفی علی الماہر ماسوا اسکے عبارات مستندہ مین
فقط لفظ امتناع و استحالہ نہین تاکہ عذر مذکور کی گنجایش ہو بلکہ۔ لایجوز۔ ولایحتمل۔ ولایتطرق
ولا یدخل۔ وغیرہ الفاظ جو امکان کے مساوق اور مرادف ہین وہ بھی مصرح ہین اور
یہان بھی احتمال بالغیر کا نکالنا بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کیطرف عدول کرنا ہی وہو
ظاہر البطلان چنانچہ کتب عقائد واصول مین موجود ہے یجب حمل النصوص علی ظواہرہا حتی
الامکان ولا یأول آب بعد فراغ استدلالات امتناع کذب باریتعالیٰ زید کے استدلال کیطرف
توجہ کیجاتی ہے جو اُسنے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بچند وجوہ مخدوش
ہے اول یہ کہ خلف فی الوعید جسکو مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول محققین نہین ہے پہر
فرع اوسکی کیسے قابل اعتبار اور سزاوار اعتقاد ہوگی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے
عبارت مستشہد زید کے نقل کیا ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ
وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ مَا
یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وقولہ تعالیٰ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ای وعیدہ وانما یمدح بالعفو
خاصۃ اور نیز اوسکی چند سطرون کے بعد نص کیا ہے لکنہ مبنی علی جواز العفو
عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح
خلافہ اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفیہ مین تصریح

کی ہے عبارتہ ہکذا زعم بعضہم ان الخلف فی الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالی و
المحققون علی خلافہ وکیف وہو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی
اور محقق دوانی نے اسے مطلب کو شرح عقاید جلالی میں یوں بیان فرمایا ہے وقیل
ان المحققین علی خلافہ کیف وہو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول
لدی۔ اور جوکہ واحدی نے دربارہ جواز خلف فی الوعید اپنی تفسیر بسیط میں یوں بیان
کیا ہے والثانی ان قولہ فجزآءہ جہنم معناہ الاستقبال ای انہ سیجزی بجہنم
ہذا وعید قال وخلف الوعید کرم اوسکا رد امام المتکلمین فخر الدین رازی نے
تفسیر کبیر میں اسطرح کیا ہے واما الوجہ الثانی من الوجہین اللذین اختارہما فہو
فی غایۃ الفساد لان الوعید من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد
جوز الکذب علی اللہ وہذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید
لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف فی وعید الکفار ایضا
فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ
ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ ونیز اسی تفسیر میں ہے
ولما کان منزہا عن النقائص والآفات کان منزہا عن الخلف والکذب وکل ما
وعد بہ فلا بد وان یقع ہذا اذا قلنا انہ تعالی لا یراعی مصالح العباد واما
اذا قلنا انہ یراعیہا فنقول الکذب انما یصدر عن العاقل اما للعجز او للجہل او للحاجۃ

ولما کان الحق سبحانہ منزہا عن الکل کان الکذب علیہ محالا فلما اخبر عن
نزول العذاب بہؤلاء الکفار وبحصول الحشر والنشر وجب القطع بوقوعہ الخ
وفی المسلم ولا یخرج العفو لان الخلف فی الوعید جائز دون الوعد وردّ بان
المعاد اللہ تعالی خبر فہو صادق قطعا وقال بحر العلوم فی شرح قولہ فہو صادق
آہ لاستحالۃ الکذب ہناک اور غیر محققین گو جواز خلف فی الوعید کے قائل و معتقد
ہیں مگر جواز کذب باریتعالی کے ہرگز ہرگز معتقد نہیں ہیں چنانچہ مناظرہ اونکا جو تفسیر کبیر میں
مذکور ہے شاہد عادل ہے وذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخری فقال لم لا یجوز ان
یحمل ہذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند
العرب قال والدلیل علیہ انہم یمدحون بذلک قال الشاعر ؎ اذا وعد السراء
انجز وعدہ + وان اوعد الضراء فالعفو مانعہ + وروی المناظرۃ التی دارت بین ابی
عمرو بن العلاء وبین عمرو بن عبید قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ما تقول
فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ وعد وعدا واوعد ایعادا فہو منجز ایعادہ
کما ہو منجز وعدہ فقال ابو عمرو بن العلاء انک رجل
اعجم لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب
تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الایعاد کرما وانشد
؎ وانی وان اوعدتہ او وعدتہ + لمکذب ایعادی
ومنجز موعدی + واعلم ان المعتزلۃ حکوا ان ابا عمرو بن العلاء

لما قال هذا الکلام قال له عمرو بن عبید یا ابا عمرو فهل یسمی الله بکذب نفسه
فقال لا فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء
وعندی انه کان لابی عمرو بن العلاء ان یجیب عن هذا السؤال فیقول انك قست
الوعید علی الوعد وانا انما ذکرت هذا البیان للفرق بین البابین وذلك لان الوعد
حق علیه والوعید حق له ومن اسقط حق نفسه فقد اتی بالجود والکرم ومن اسقط حق غیره
فذلك هو اللؤم فظهر الفرق بین الوعد والوعید وبطل قیاسك وانما ذکرت
هذا الشعر لایضاح هذا الفرق فاما قولك لو لم یفعل لصار کاذبا مکذبا
نفسه فجوابه ان هذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتا جزما من غیر شرط وعندی
جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی
کلام الله تعالی فهذا ما یتعلق بهذه الحکایة والله اعلم انتهی اس مناظره سے
خوب واضح ہوگیا کہ مجوزین خلف فی الوعید مجوز امکان کذب باری عز اسمہ کے ہرگز نہین
ہین ورنہ بند ہونے اور کلمۂ لا کے کیا معنے ہونگے ونیز تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اثبات تنزیہات باریتعالی کا مدار نقص و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مناط
کمال و حسن پر ہے کما لا یخفی علی الفطن الذکی۔ لہذا جمیع علمائے کرام دلائل تنزیہات مین
اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہین لانہ نقص والنقص علیہ تعالی محال اور اسکے ثبوت مین
اجماع اہل حق سے استشہاد کرتے ہین جیسا کہ حسن شہید خیالی و شرح مواقف و
جلالی و نسفی مین مذکور ہے اور براہین اثبات صفات ثبوتیہ مین جابجا اس قضیہ کو

مد نظر رکھتے ہین لانہ کمال وھو جامع للکمالات و لھذا قالوا الوجوب مبعد کل نقص وموجب
کل کمال و نقلوا علیہ الاجماع جیسا کہ حسن شہید مؤلف حاشیہ شرح عقاید نسفی و جلالی نے
مسطور کیا ہے اور اسیوجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعید کے اثبات مین اس
مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے لان الخلف فی الوعید لیس بنقص بل ھو کمال و کرم اور
خلف فی الوعد کے امتناع مین یون کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ بعد
تمہید ہذا کے جاننا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہوگی یا صفت کمال
بر تقدیر اول خلف فی الوعید کے مجوزین مجوز کذب نہونگے کیونکہ تجویز خلف فی الوعید
کا مدار صرف کمال پر تھا اور وہ یہان مفقود ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات ناقصہ
کے شان خدا تعالی مین محال ہوگا اور خلف فی الوعید دوسرے صفات
کمالیہ کیطرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا پس معلوم ہوا کہ تجویز خلف
فی الوعید سے امکان کذب پر استشہاد لانا صحیح نہین اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال
ہونیکی جہت سی ضروری الثبوت ہوگا ولا یقول بہ عاقل فضلا عن فاضل و یابی عن التزامہ
الفطرة الانسانیة اور اگر کہا جاے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان کذب
ایسا نہین تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جہل و عجز وغیرہ صفات ردیہ تو محال
ہین مگر انکا امکان محال نہین اور یہ بدیہی البطلان ہے علاوہ اسکے عقلا کے نزدیک
یہ مقدمہ مبرہن ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یون وہم جاے کہ بیشک بنظر
دلائل بالا و لزوم استحالات فاحشہ خلف فی الوعید سے امکان کذب کا اعتقاد

نکرنا چاہیے مگر جواز خلف فی الوعید سے لازم آتا ہے کہ کذب باری عز اسمہ ممکن ہو اسلئے
کہ جب وعیدات اخبار ہین پھر اسکے معانی مقصودہ کے خلاف وقوع مین آنا یہی کذب
ہے لان الکذب عبارۃ عن عدم المطابقۃ لما یحکی عنہ جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ
یہ لزوم ممنوع ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح عقاید جلالی مین نص کیا ہے عبارۃ
یہذا اما الکذب فقد قیل ان جواز الخلف فی الوعید بناءً علی انہ مکرمۃ من
اللہ تعالی یلزم تجویز الکذب علیہ تعالی و بعضہم منع ذلک زعماً منہ ان الکذب
لا یکون الا فی الماضی والخلف فی المستقبل الخ وفسادہ ظاہر لان الکذب ہو الخبر
الغیر المطابق للواقع سواءً کان فی الماضی وفی المستقبل ومن ثم کذب اللہ تعالی
الخ والوجہ فی دفعہ ان آیات الوعید مشروطۃ بشروط معلومۃ من الآیات الاخر
والاحادیث منہا الاصرار وعدم التوبۃ ومنہا عدم عفوہ تعالی فیکون فی قوۃ الشرطیۃ
فلا یلزم الکذب اصلاً ویمکن ان یقال المراد ہہنا انشاء الوعید والتہدید لا حقیقۃ
الاخبار فلا یتصف بالکذب اور ثانیاً یہ کہ یہ امر زید کو مفید نہین اسلیے کہ اسکی غرض
یہ تھی کہ امکان کذب کو اپنا معتقد ٹھہرائے اور تجویز خلف فی الوعید کو سند پکڑے اور
حاصل اعتراض یہ ہوا کہ مجوزین خلف فی الوعید کے گو معتقد امکان کذب باری تعالی
نہین ہین مگر لازم ہے الزام آتا ہے پس زید کو کیونکر مفید ہو سکتا ہے غایۃ ما فی الباب
یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعید ایسے امر کو مستلزم ہے جسکا استحالہ ثابت ہو چکا ہے
یہی وجہ ہے کہ مجوزین خلف فی الوعید کے اقوال مین علما دو گروہ ہین ایک گروہ بسبب لزوم

کذب کے اس تجویز کو رد کرتے ہین اور دوسرا گروہ تاویل کرتا ہے آیات وعید انشاآت
ہین اور بر تقدیر اخبار مشروط بشرائط معلومۃ الصدد ہے بہر کیف امکان کذب لازم نہین آتا
کیونکہ یہ حقیقۃً خلف نہین کما نص علیہ العلامۃ الدوانی قیل ان المحققین علی
خلافہ کیف وہو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی وما انا بظلام
للعبید قلت ان حمل آیات الوعید علی انشاء التہدید فلا خلف لانہ حینئذ لیس بخبر
بحسب المعنی وان حمل علی الاخبار کما ہو الظاہر فیمکن ان یقال بتخصیص المذنب المغفور
عن عمومات الوعید بالدلائل المفصلۃ اولاً فلا خلف علی ہذا التقدیر ایضاً فلا یلزم
تبدل القول واما اذا لم یقل باحد ہذین الوجہین فیشکل التفصی عن لزوم التبدل
والکذب اللہم الا ان یحمل آیات الوعید علی استحقاق ما اوعد بہ لا علی وقوعہ
بالفعل علاوہ اسکے مجوزین خلف فی الوعید وقوع خلف کے بھی قائل ہین چنانچہ
اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ہو کمال وانت تعلم
ان الوجوب موجب لکل کمال والوعید حق علی العباد وقال لا تفعلوا کذا فاعذبکم
ففعلوا فان شاء عفا وان شاء اخذ لانہ حقہ واولہما العفو والکرم انہ غفور حلیم
جلالی) اور محققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہین کیف وہو تبدیل
للقول الخ تبدیل قول جب لازم آتی ہے کہ اوسکا وقوع ہو اور جبکہ سند امکان کذب کی
تجویز خلف فی الوعید ہے تو امکان کذب کیا اسکے وقوع کا قائل ہونا پڑیگا وہو
باطل بالاجماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے اونکے قول کی تاویل کیجاوے

جیسا کہ ایسے لزومات باطلہ کے موقعو نپر کیجاتی ہے نہ یہ کہ ایسے لازم باطل کا التزام
کرلین مثلاً طائفہ متکلمین زیادتی علم اور وجود وغیرہ صفات کے قائل ہین حکما اسکے جواب
مین اوپر استحالات قایم کرتے ہین پھر کیا ہم ان امور الزامیہ کو اپنا معتقد
بناوینگے ہرگز ہرگز نہین اور زید کے استدلال کا مخدوش ہونا دوسرے عنوان
سے بھی ہوسکتا ہی مگر بعد تمہید مقدمہ جلیہ کے اور وہ یہ ہے صدق الخبر مطابقتہ
لما قصد بہ لا لظاہر مدلولات الالفاظ کما فی المطول ظاہر ہے کہ اگر صدق خبر کا مدار
یہ ہوتا کہ ظاہر مدلولات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کاذب ہوتے کیونکہ
زید اسد و انما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مدلول ظاہری کے مطابق نہین والتالی
باطل فالمقدم مثلہ بعد اس تمہید کے معلوم کرنا چاہیئے کہ جو لوگ خلف فی الوعید
کے جواز بلکہ وقوع کے قائل ہین چنانچہ اونکے اقوال وعبارات سے صاف ظاہر ہے
اگر انکی یہ غرض ہے کہ اُن وعیدات کے جو ظاہری معنی ہین وہی مقصود حاکی ہین اس
تقدیر پر صرف امکان پر کفایت نہین ہوگی بلکہ فعلیہ کذب لازم آئیگی کیونکہ یہ قضایا
مطلقہ عامہ ہین اور صدق وکذب مطلقہ عامہ کا دائماً ہوتا ہے نہ وقت مخصوص مین
چنانچہ شروح سلم مین مصرح ہے گو کذب کا بالفعل علم نہو ولا یخفے بطلانہ علی احد
کیونکہ اس صورت مین حضرات مجوزین خلف فی الوعید کذبنی ابن آدم ولا ینبغی لہ
اور فقد کذبوا بالحق لما جاءہم الآیہ و دیگر آیات تکذیب کے مورد و مصداق
بنتے ہین اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین اور اگر انکا یہ مطلب ہے کہ جو ظاہر معنی ان وعیدات

کے مفہوم ہوتے ہین اونکے خلاف ارادہ ازلی سے سرزد ہوگا اور الفاظ وعیدہ سے
مقصود یہ ہے کہ یہ عقوبات بشرط عدم توبہ اور معاف نکرنے وغیرہ قیودات کے ہین اور
وہ لوگ اسیکو خلاف فی الوعید کہتے ہین تو اس صورت مین کذب کا وہم بھی نہین جیسا کہ مقدمہ
ممہدہ بالا سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر کہا جاے کہ جب خلف فی الوعید بباعث ربوبیت
امر باطل کے باطل ہوا پس عبارات اشاعرہ کی جو دربارہ خلف فی الوعید موافق م
مقاصد مین مذکور ہین کیا معنی ہونگے تو جواب اسکا اگرچہ ضمناً عبارات بالا سے مستفاد
ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ کے تصریح کیجاتی ہے فمراد الاشاعرۃ بقولہم
ان الخلف فی الوعید کرم وجود ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ومقتضی
کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ
واللہ یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا یلزم الکذب والتبدیل کذا فی الخیالی
وحواشیہ اور اگر یہ وہم ہو کہ یہ عدول حقیقت سے طرف مجاز کے ہے اور نیز یہ
تقیید آیات واحادیث وعد مین بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب موعود الجنۃ
بغیر حساب کا جواز وقوعی لازم آئیگا وہو باطل عند الکل تو جواب اسکا شرح سلم الثبوت
مولانا بحر العلوم مین مذکور ہے عبارتہ ہکذا فلا بد ان یقال فی العدل ان الایعاد فی
کلامہ تعالی مقید بعدم العفو فلا خلف ولا ایراد ولک ان تقلب علیہ بان التقیید
عدول عن الحقیقۃ بلا موجب ومثلہ یجری فی الوعد ایضاً فیلزم جواز تعذیب
الموعود بالجنۃ بغیر حساب جوازاً ووقوعاً والحق ان الموجب للعدول متحقق وہو

ثبوت جواز العفو لاهل الکبائر الغیر المشرك ثبوتا قطعیا جلیا مثل الشمس علی نصف النهار
فلا بد من العدول عن الظاهر فی الوعیدات التی لغیر الکفرة فاما بالتقیید او بجعله
لانشاء التخویف واما الوعد فلا موجب فیه فیبقی علی الحقیقة انتهی اب وه عبارات
وشبہات جو بظاہر زید کو مفید ہین مع جوابات پیش کرتا ہون تاکہ تحقیق حق کما ینبغی ہوجاے
اور طالب حق کو کچھ تردد باقی نرہے اول یہ کہ اگر کوئی زید کی طرف سے رد المحتار کی
اس عبارت سے جو صفحہ ۳ مین ہے استدلال کرے عبارتہ ہکذا والاشبه ترجح
جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین دون الکفار توفیقا بین ادلة المانعین المقدمة
وادلة المثبتین الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اُس قول سے جو متصل قول سابق ہے
معلوم ہوتا ہے وحاصل هذا القول جواز التخصیص لما دل علیه اللفظ بوضعه اللغوی
من العموم فی نصوص الوعید ولا ینافی النصوص الصحیحة المصرحة بان من المؤمنین
من یدخل النار ویعاقب فیها علی ذنوبه الخ اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمین
کے حق مین خلف فی الوعید نہین بلکہ عمومات نصوص سے خارج اور مخصوص ہین جب
مسلمین خارج ہوے تو انکے حق مین خلف فی الوعید برای نام ہے دوم یہ کہ اگر
سید سند کے اُس سوال وجواب سے استدلال لایا جاے جو اونھون نے شرح مواقف
مین کیا ہے وهو هذا لا یقال انه یستلزم جوازهما وهو ایضا محال لانا نقول استحالته
ممنوعة کیف وهو من الممکنات التی یشملها قدرته انتهی تو اسکا جواب کئی طرح
پر ہوسکتا ہے اولاً سید صاحب نے اس قول کو کسیکی طرف منسوب نہین کیا بظاہر

شبہات مع جوابات

شبہ نمبر ۱

جواب

شبہ نمبر ۲

جواب اول

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے یہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزلہ کذب باری
کو ممکن کہتے ہین اور قدرت کے تحت مین داخل کرتے ہین اسلیئے معتزلہ کے جواب مین
ایسا کہا گیا اور اسکی تائید سید صاحب کے اُس قول سے ہوتی ہے جو اونھون نے فرقہ
مزداریہ کے بیان مین لکھا ہے وهو هذا المزداریة هو ابو موسی عیسی بن صبیح المزدار
وهو تلمیذ بشر اخذ العلم عنه وتزهد حتی سمی راهب المعتزلة قال الله قادر علی ان یکذب
ویظلم ولو فعل لکان الها کاذبا ظالما تعالی الله عما قاله علوا کبیرا انتهی یہان ابو موسی
معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ الله قادر علی ان یکذب ویظلم اور اسی قول سے سید
صاحب خدا تعالی کی کمال تبری وتنزیہ بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تعالی الله عما
قال العلو اکبیرا شرح مواقف کی اس عبارت سے دونون امر ظاہر ہوگئے یعنی یہ کہ
کذب باری تعالی کو ممکن کہنا بعض معتزلہ کا مذہب ہے اور سید صاحب کا یہ قول نہین اور
جب سید صاحب کا بنفسہ قول نہوا تو ثابت ہوگیا کہ جواب مذکور مین وه قول الزاما کہا ہے ایسا ہی
سید صاحب کے اوس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو اونھون نے
کتب منطقیہ مین لکھا ہے وه قول یہ ہے فلا یرد ان خبر الله تعالی والرسول لا یحتمل
الکذب انتهی یہان سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باریتعالے
کے کلام مین کذب کا امکان نہین پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرور الزام پر
حمل کیا جائیگا ورنہ دونون کلامون مین تعارض لازم آئیگا جسکی وجہ سے بلا ضرورت
دونون کو ساقط ماننا پڑیگا وہو کما تری سید صاحب کے اسے الزامی قول سے مدعیان

امکان کذب باریتعالی سننے دہوکا کہایا ہے افسوس اگر ان صاحبون کی نظر وسیع ہوتی تو اس دہوکے مین نہ پڑتے ثانیاً بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور اہل حق کے مقابلہ مین کب لائق قبول اور قابل تمسک ہو سکتا ہے ثالثاً جن محققین نے سید صاحب کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہین کیا اونہون نے اوسے مردود ٹھہرایا ہے چنانچہ محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین کہتے ہین قلت الکذب نقص والنقص علیه تعالی محال فلا یکون من الممکنات ولا یشمله القدرة کما لا یشمل القدرة سائر وجوه النقص علیه تعالی کالجهل والعجز ونفی صفات الکمال اور بعض اخبار یہ کا یہ گمان کہ محقق دوانی کا رد سید سند پر وارد نہین ہوتا کیونکہ سید شریف بحث کلام مین تصریح کر چکے ہین کہ قبح فی الفعل جس سے معتزلہ اسکے امتناع پر استدلال کرتے ہین اور نقص فی الفعل مین کچھ فرق نہین تو نقص فی الفعل سے اہل سنت کا اوسکو امتناع پر استدلال کرنا اصول اہل سنت کے خلاف ہے (ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲ اگست ۸۹ء صفحہ ۳ ملاحظہ ہو) اسکا حاصل یہ ہے کہ خداوند تعالی کو نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہین بلکہ معتزلہ کا مذہب ہے اب اسکو اہل حق خود ہی ملاحظہ کرین کہ اہل سنت پر کیسا الزام لگایا جاتا ہے جب نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہوا تو لا محالہ منزہ نہ ماننا اونکا مذہب ٹھہریگا افسوس ایسی فہم پر۔ اب مفصلاً بچند وجوہ اسکا جواب ملاحظہ کیجیے۔ اول یہ کہ یہ قول سید شریف کا نہین ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ سید صاحب حنفی

حنفی ہین اور مختار احناف حسن و قبح اشیاء عقلی ہے چنانچہ مسلم الثبوت و توضیح و تلویح مین مصرح ہے البتہ یہ قول عضد الملة والدین صاحب مواقف شافعی کا ہے اور وہ بھی بطور اذعان و جزم نہین فرماتے ہین بلکہ بطور لاعلمی و استفسار کہتے ہین چنانچہ عبارت اونکی دال ہے ولم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیه فان النقص فی الافعال هو القبح العقلی بعینه فیها وانما تختلف العبارة پھر مدعی کو حنفی ہوکر شافعیہ کے قول سے تمسک کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ مسلم الثبوت وغیرہ مین قول صاحب مواقف کو رد کیا ہے والجواب انه نقص وقد مر انه لا نزاع فیه وما فی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او فعلا من الاستحالات العقلیة الخ (مسلم الثبوت) اور تیسرے یہ کہ خود سید شریف نے محالیت نقص کو اجماعی قرار دیا ہے چنانچہ لکہا ہے والنقص علیه محال اجماعا (شرح مواقف صفحہ …) چوتہے یہ کہ خود صاحب مواقف نے نص کیا ہے کہ حسن و قبح بمعنی صفت کمال و نقصان و بمعنی مصلحة و مفسدة اتفاقاً عقلی ہین عبارتہ هذا ولا بد من تحریر محل النزاع فنقول الحسن والقبح یقال لمعان ثلثة الاول صفة الکمال والنقص یقال العلم حسن والجهل قبیح ولا نزاع ان مدرکه العقل الثانی ملائمة الغرض ومنافرته وقد یعبر عنهما بالمصلحة والمفسدة وهو ایضاً عقلی اور امام المتکلمین فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول

کے صفحہ ۵۸۲ مین اسطرح نص فرماتے ہین المسئلۃ الرابعۃ قولہ تعالی فلن
یخلف اللہ عہدہ یدل علے انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی وعدہ و وعیدہ قال اصحابنا
لان الکذب صفۃ نقص و النقص علی اللہ محال اور جلد چہارم کے صفحہ ۱۹۶ مین تحریر کرتے
ہین الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونہا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب
نقص والنقص علی اللہ محال ولا یجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ
لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علے ان الکذب علی اللہ محال فلو اثبتنا امتناع
الکذب علی اللہ بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل و اعلم ان ھذا الکلام کما
یدل علی ان الخلف فی وعد اللہ تعالیٰ محال فھو ایضاً یدل علے ان الخلف فی وعیدہ
محال آہ جب یہ اکابر اسطرح تصریح کرتے ہین تو کذب اور خلف فی الوعید کو صفت
نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکر خلاف اہل سنت وجماعت ہوگا۔ اس تقریر سے
واضح ہوگیا کہ صاحب مواقف نے جو معتزلہ کی الزامی دلیل کا رد اسطرح کیا ہے
کہ امتناع کذب باریتعالی کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہین ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ
اُسکے شرعی ہونے کی وجہ سے اُسکا امتناع ثابت ہو بلکہ ممکن ہے کہ اسکے لیئے دوسری
دلیل ہو یہ رد تطویل لاطائل ہے بلکہ جواب عمدہ اوسکا وہ ہے جو مسلم الثبوت مین
مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عز اسمہ صفات ناقصہ
سے مبرا ہے ھذا ما وعدنا فیما قبل اور محقق دوانی اور سید سند کے کلام مین اسطرح
تطبیق دینا بھی خیال خام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام نفسی پر محمول ہو اور سید سند بعض

کا کلام لفظی پر جیسا کہ اخباری صاحب نے لکھا ہے (ضمیمہ اخبار مذکور صفحہ ۳) یہ کسینی دینا
ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اُس رد کرنے والے کی مراد ہمیں بیان
کیجائے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ اسیکو کہتے ہین جسکے
بطلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اخباری صاحب کو یہ خبر نہین کہ تطبیق کا یہ محل نہین
ہے بلکہ تطبیق وہان ہوسکتی ہے کہ ہر ایک کا قول علیحدہ طور سے اپنے اپنے محل پر ہو
اُسکے علاوہ اس تطبیق کی بنا اسپر ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی کے درمیان امتناع
کذب اور صدق مین اختلاف ہو وہو باطل کما سیاتی عنقریب بیان سے اخباریہ
صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہوگیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۴ مین ہے کہ کذب کا محال
عقلی ہونا ممتنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا
عاقل کا کام نہین انتہی امام فخر الدین رازی صاحب نے تصریح کردی کہ کذب کا محال
شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے مولانا اخباریہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ تمام
عقلا کے نزدیک باریتعالی اُسکے لیئے کذب ویسا ہی ممتنع الثبوت ہے جیسے اور صفات
ناقصہ مثل جہل و عجز وغیرہما کے اوس ذات پاک سے کذب کا ممتنع ہونا جسطرح
شریعت الٰہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہین اوسیطرح منکرین شریعت الٰہی یعنی حکما
وغیرہ بھی اوسے مانتے ہین اگر اسکا استحالہ موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت
اوسے کیون مانتے اور اگر شرعی کہنے سے مقصود ما ورد بہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہونیکی منافی
نہین ہے بہت سے امور عقلیہ شریعت مین بیان کیئے گئے ہین مثلاً علم باری توحید باری

وغیرہا پھر کیا یہ امور شریعت مین مذکور ہونیکی وجہ سے امور عقلیہ سے خارج ہوجاوینگے
سوم یہ کہ اگر زید اپنے اثبات دعوی مین یہ سند پیش کرے کہ خدا کے افعال اختیاری
ہین اور متکلمین کے نزدیک اختیاریۃ افعال کے یہ معنی ہین ان شاء فعل وان شاء
لم یفعل وقیل ان لم یشاء لم یفعل جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے پس منکرین اور
مطیعین کو دوزخ وجنت مین لیجانا بھی اختیاری ہوگا چاہے لیجاے یا نہ لیجاے اور
ممکن ہوگا کہ مطیع کو دوزخ مین ڈالدے اور منکر کو جنت مین اور اسکا امکان کذب
باری اور خلف فی الوعید کے امکان کو مستلزم ہے وہو المدعا اقول اسکا
جواب بچند وجوہ ہے اولاً نقضاً بجہل الباری تعالیٰ جسکی تقریر یہ ہے۔ کہ بالاتفاق
جہل باری تعالیٰ محال وغیر ممکن ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح قول عضد الدین
ولا یصح الجہل ولا الکذب مین لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جہل کو چنانچہ
مسلم الثبوت مین مسئلہ امکان وامتناع تکلیف بالمحال مین اسکا تعرض ہے وقال
جواز الفعل یستلزم جواز الجہل فمدفوع الخ اور ثانیاً نقضاً بخلف الوعد اسلیے کہ
امکان خلف وعد کا کوئی بھی قائل نہین لما انہم نصوا انہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ
محال قطعاً اجماعاً اور ثالثاً حلاً تقریر اوسکی یہ ہے کہ جب دلائل قطعیہ اور براہین یقینیہ
سے امتناع امکان کذب باریتعالی ثابت ہوچکا چنانکہ مفصلاً گذرا اور حجج قویہ اور
بینات مستقیمہ سے امتناع امکان جہل باریتعالی بھی مقرر ہوچکا۔ پس جواز فعل بلحاظ
ذات مستلزم جواز وامکان کذب باریتعالی وجہل خدا تعالی کو نہوگا بلکہ ان دونون

جواب اول

جواب دوم

جواب سوم

کا ممتنع بالذات ہونا اس امر کو مستلزم ہوگا کہ انعام مطیع اور تعذیب منکر واجب بالغیر
اور اسکا خلاف ممتنع بالغیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجود باریتعالی مستلزم وجوب بالغیر
وجود معلول اول ہے۔ نہ امکان عدم بالذات معلول اول مستلزم امکان عدم
بالغیر باریتعالی ہے۔ جیسا کہ کتب معقول مین بدلائل عقلیہ ثابت ہے اور مسلم الثبوت
مین مصرح ہے لکن الاشاعرۃ یلزمہم امتناع تعذیب الطایع کما ہو مذہبنا و
مذہب المعتزلۃ کما مر مفصلاً اور یہی جواب مانعین تکلیف ممتنع لذاتہ کا جو اثنا
اقوال مفسرین مین گذر چکا یہان بھی جاری ہوگا فتذکر ما مر تحقیق بالا سے اوس
دلیل کا جواب بھی بخوبی ظاہر ہوگیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۳ مین مندرج ہے اور وہ
یہ ہے دوسری دلیل یہ تھی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِہٖ اب ہم پوچھتے ہین کہ حق تعالی کو اسکے خلاف پر قدرت ہے کہ نہین مشرک کو
بخش سکتا ہے جناب میان صاحب نے فرمایا ہان بخش سکتا ہے تو مولانا نے کہا یہی
امکان کذب ہے۔ اگرچہ بلحاظ تقریر گذشتہ اس دلیل کے دفع کی تشریح کی حاجت نہین ہے
مگر واسطے افادہ عوام کے شرح کرتا ہون اول یہ کہ مستدل کے نزدیک کلام نفسی کا
متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو
کیونکہ یہ دلیل بعینہ اوسمین جاری ہے اسلیے کہ برتقدیر مغفرت کفار جیسا کہ خلاف
کلام لفظی وقوع مین آئیگا جسے کذب کہتے ہین ویسا ہی مخالف کلام نفسی کے ہوگا
اور یہی عدم مطابقت وتبدیل کلام الٰہی ہے ہذا خلف اور دوسرے یہ کہ منقوض ہے

ساتھ علم باریتعالی کے اسلیئے کہ بر تقدیر وقوع مغفرت مشرکین تبدل علم بجہل لازم آئیگا چنانچہ تقریر اوسکی اثنای اقوال مفسرین مین گذر چکی اور تیسرے یہ کہ ممکن بالذات محال بالغیر محال بالذات کو مستلزم ہوتا ہے مگر بلحاظ امتناع بالغیر کے نہ بلحاظ اپنے امکان ذاتی کے چنانچہ تفصیلا گذر چکا پس امکان مغفرت کفار دلیل امکان کذب باریتعالی نہین ہوسکتی جیسا کہ امکان عدم معلول اول سند امکان عدم واجب بالذات نہین ہوسکتی ہے اور چوتھے یہ کہ تقریب ناتمام ہے مدعا مین امتناع بالذات کذب کلام نفسی بھی تھا اور دلیل مین اصلا تعرض نہین ہے اور پانچوین یہ کہ بحث مذہب اہل سنت وجماعت مین ہے نہ کہ نئے مجتہدون کے اجتہاد مین۔ پس مستدل کے ذمہ لازم وضرور ہے کہ اہل مذہب کے کلام نفسی وکلام لفظی کے درمیان تفرقہ نقل کرین وہ دونہ خرط القتاد عجب ہے مجوزین امکان کذب باریتعالی سے کہ باوجود ادعا مذہب اہل سنت وجماعت کے کوئی نص اہل مذہب پیش نہین کرتے ہین محض استنباطات پر اکتفا کرتے ہین۔ چھٹے یہ کہ اگر زید کو دل مین یہ شبہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدے کی سند مقرر کرے کہ صفات واجب تعالی متکلمین کے نزدیک سب زائد ہین اور جب زائد ہوئین تو بیشک ممکن بالذات ہونگی ورنہ تعدد وجبا لازم آتا ہے واستحالتہ ظاہرۃ وفی کتب الکلامیۃ مصرحۃ اور صدق وکذب کلام کی صفت اولا وبالذات ہے اور متکلم کی ثانیا وبالعرض ظاہر ہے کہ ممکن بالذات کی صفت بطریق اولی ممکن ہوگی پس کذب باری تعالی بھی ممکن ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب کا کھولنا محالات غیر عدیدہ کی طرف منجر ہوگا اسلیئے کہ

جواب سوم

جواب چہارم

جواب پنجم

جواب ششم

جواب اول

جہل کی نقیض علم ہے اور عجز کی ضد قدرت اور ممات کے مقابل حیات ہے اور عدم کی نقیض وجود وعلی ہذا القیاس فی البواقی یہ سب بھی ممکن بالذات ہونگی کیونکہ امکان احد النقیضین امکان نقیض آخر کو مستلزم ہے ورنہ امکان اجتماع النقیضین بر تقدیر وجوب نقیض آخر کی یا امکان ارتفاع النقیضین بصورت امتناع نقیض آخر لازم آئیگا وامکان المحال محال کما لایخفی علی الماہر اور مسلم الثبوت وغیرہ مین اسکی نص بھی ہے اور اگر عدم واجب وعدم حیات وغیرہما کا استحالہ مسلم عند الکل ہے اور کیونکر نہو کہ جب واجب کا وجود وحیات بھی ممکن ہون تو واجب بالذات کیا چیز ہوگی علاوہ اسکے اگر ان محالات کو تسلیم بھی کر لیا جاسے تاہم زید کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہ ضرور نہین کہ ممکن بالذات کی صفت بھی ممکن بالذات ہو مثلاً کل وجز ممکنات سے ہین حالانکہ جز کی اعظمیت اور کل کی انقصیت محالات سے ہین علی ہذا القیاس کلام باری ممکن ہو مگر کذب اسکا محال فکلامہ تعالی عند وجودہ یکون صادقا لاحالۃ وعند عدمہ لایکون کاذبا ولا صادقا کالانشاءات والالفاظ المفردۃ ولایلزم ارتفاع النقیضین لان نقیض الصدق عدمہ والکذب اخص منہ فافہم مین امید کرتا ہون کہ ناظرین با انصاف بعد اذعان وامتناع تقریر ہذا کے بخوبی جان سکتے ہین کہ بعض ستوہین کی وہ دلیل بھی ہبا ءً منثورا ہو گئی جیپر اونھین بڑا ناز اور فخر ہے اور بڑے دعوے سے کہا ہے کہ میری دلیل کے کسی مقدمہ کو اگر کوئی باطل کرے تو مین اپنی دلیل سے دست بردار ہوجاؤنگا اور وہ دلیل یہ ہے کہ ہم کہہ چکے ہین کہ کلام نفسی مین کذب ممتنع بالذات ہے لیکن کلام لفظی مین

ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب الفاظ سے ہوا اور جو مرکب الفاظ
سے ہو وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ ممکن اور جو ممکن وہ بحکم آیت اِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ داخل تحت قدرت تو کلام لفظی باقسامہ داخل تحت قدرت انتہی۔
اگرچہ جواب اس دلیل کا تقریر سابق سے واضح ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ
کے کچھ تفصیل کیا چاہتا ہون اور دیکھتا ہون کہ مدعی کہانتک اپنے قول مین صادق
اور اپنے وعدے کے وفا کرنے والے ہین یا صرف امکان کذب ہی پر قناعت کرنیوالے
ہین۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طور سے مجروح و مردود ہے اول تو اسکے
کل مقدمات مخدوش ہین بجز ایک مقدمہ مشہورہ کے جسکا ثبوت مدعی
کے کسیطرح مفید مدعا نہین ہے دوم یہ کہ مستلزم مدعا نہین یعنی امکان کذب باری
ثابت نہین ہوتا تیسرے یہ کہ بر تقدیر ثبوت اُس مدعا کے مستدل کا دوسرا ادعا یا یون کہیے
کہ مدعا کا دوسرا جز غلط ٹھہرتا ہے امر اول کا ثبوت یعنی ہر ایک مقدمہ کا مخدوش ہونا۔
پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے اقول بعض کلام ایسے ہین
جنمین ایک ہی لفظ ہے مثلاً قِ وطِ ولِ پس جب بعض کلام الفاظ سے مرکب
نہین ہے تو تعریف جامع نہوئی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمائر مستترہ کا اعتبار کرکے کہا
ہے تو مقدمہ ثانی اعنی جو مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے ممنوع ہے اسلیے کہ دلیل
حدوث ترتب الفاظ ہے کیونکہ اسی ترتب سے تقدم و تاخر زمانی ہوتا ہے جسکی وجہ سے
اوسے حادث کہہ سکتے ہین اور یہ تقدم و تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب مین مفقود
ہے پس جب تقدم و تاخر ثابت نہوا تو حدوث کا ثبوت نہوگا دوسرا مقدمہ یعنی جو

لا [illegible] ۱۲

مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے اقول صاحب تحفہ نے ایک مستقل رسالہ تحقیق
کلام الٰہی مین تصنیف کیا ہے اوسمین لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری
کلام نفسی اور کلام لفظی دونون کے قدم کے قائل ہین اور سید سند نے اوس رسالہ
کو پسند کیا ہے اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہوگا بلکہ صرف مخلوقات کا
کلام لفظی حادث ہوگا اور وہ بحث سے خارج ہے لہذا یہ مقدمہ بھی صحیح نہین ہے اور
جس دلیل سے حدوث ثابت کیا جاتا ہے اُسکا شافی جواب اوس رسالہ مین مذکور ہے
جسکا خلاصہ سید سند شرح مواقف مین اسطرح لکھتے ہین واعلم ان للمصنف مقالۃ
مفردۃ فی تحقیق کلام اللہ تعالی علی وفق ما اشار الیہ فی خطبۃ الکتاب ومحصولہا
ان لفظ المعنی یطلق تارۃ علی مدلول اللفظ واخری علی الامر القائم بالغیر فالشیخ الاشعری
لما قال الکلام ہو المعنی النفسی فہم الاصحاب منہ ان مرادہ مدلول اللفظ وحدہ وہو
القدیم عندہ واما العبارات فانما تسمی کلاما مجازا لدلالتہا علی ما ہو کلام حقیقی حتی
صرحوا بان الالفاظ حادثۃ علی مذہبہ ایضا لکنہا لیست کلامہ حقیقۃ وہذا الذی
فہموہ من کلام الشیخ لہ لوازم کثیرۃ فاسدۃ کعدم اکفار من انکر کلامیۃ ما بین دفتی
المصحف مع انہ علم من الدین ضرورۃ کونہ کلام اللہ تعالی حقیقۃ وکعدم المعارضۃ
والتحدی بکلام اللہ الحقیقی وکعدم کون المقرؤ والمحفوظ کلامہ حقیقۃ الی غیر
ذلک مما لا یخفی علی المتفطن فی الاحکام الدینیۃ فوجب حمل کلام الشیخ علی
انہ اراد بہ المعنی الثانی فیکون الکلام النفسی عندہ امرا شاملا للفظ والمعنی جمیعا

قائماً بذات الله تعالی وهو مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور
وهو غیر الکتابة والقراءة والحفظ الحادثة وما یقال من ان الحروف والالفاظ مترتبة
متعاقبة فجوابه ان ذلك الترتب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الآلة
فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث
الملفوظ جمعاً بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفاً لما علیه متاخرو اصحابنا
الا انه بعد التامل تعرف حقیته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ مما اختاره الشیخ
محمد الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولا شبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهرة
المنسوبة الی قواعد الملة انتهی اور اسیکا ملخص علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی مین اصطلاح
کیا ہے وذهب بعض المحققین الی ان المعنی فی قول مشائخنا کلام الله تعالی معنی
قدیم لیس فی مقابلة اللفظ حتی یراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل فی مقابلة العین
والمراد به ما لا یقوم بذاته کسائر الصفات ومرادهم ان القران اسم للفظ والمعنی شامل
لهما وهو قدیم لا کما زعمته الحنابلة من قدم نظم المؤلف المرتب الاجزاء فانه
بدیهی الاستحالة للقطع بانه لا یمکن التلفظ بالسین من بسم الله الا بعد التلفظ
بالباء بل المعنی ان اللفظ القائم بالنفس لیس مرتب الاجزاء فی نفسه کالقائم بنفس الحافظ
من غیر ترتب الاجزاء وتقدم البعض علی البعض والترتب انما یحصل فی التلفظ والقراءة
لعدم مساعدة الآلة وهذا معنی قولهم المقروء قدیم والقراءة حادثة واما القائم بذات
الله تعالی فلا ترتب فیه حتی ان من سمع کلام الله سمعه غیر مرتب الاجزاء لعدم

احتیاجه الی الآلة وهذا حاصل کلامه چوتھا مقدمہ یعنی جو ممکن وہ داخل
تحت قدرت ہے، اقول متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہین ہے اسلیئے کہ منجملہ
ممکنات کے صفات باری تعالی بھی ہین چنانچہ شرح عقاید مین منصوص ہے ویکون هذا
مراد من قال الواجب الوجود لذاته هو الله تعالی وصفاته بمعنی انها واجبة لذات
الواجب تعالی وتقدس واما فی نفسها فهی ممکنة ولا استحالة فی قدم الممکن اذا کان
قائماً بذات القدیم واجباً له غیر منفصل عنه الخ اور صفات باریتعالی مقدور باریتعالے
نہین ہین ورنہ حدوث اونکا لازم آئیگا اور یہ امر باوجود بداہۃ باطل ہونیکے منصوص بھی
ہے چنانچہ ماہر پر مخفی نہین ہے جب مقدمات دلیل کا حال معلوم ہوا تو نتیجہ کا حال بھی
ظاہر ہو گیا التنجیة تنبئ عن الثمرة مثل مشہور ہے۔ امر دوم کا اثبات یعنی اگر جمیع مقدمات
تسلیم بھی کر لئے جائین تو بھی مستدل کی غرض حاصل نہین ہوتی اسلیئے کہ مقصود اونکا
یہ تھا کہ کذب باریتعالی ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور و مخلوق ہے اس سے یہ ثابت
ہو گا کہ خود کلام لفظی ممکن ہے اور اوپر مبرہن ہو چکا ہے کہ امکان شئی کو امکان صفت
شے لازم نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ شئے بنفسہ ممکن ہو اور اوسکی صفت ممتنع ہو چنانکہ
انقصیت کل کی اور اعظمیت جزکی ممتنع ہے اور خود کل و جز ممکن ہے امر سوم کا ثبوت
یعنی اگر کلام لفظی مین کذب کا امکان تسلیم کیا جائے تو کلام نفسی مین بھی کذب ماننا
پڑیگا اسواسطے کہ امکان کذب کلام لفظی مستلزم ہے امکان کذب کلام نفسی کو اسلیئے
کہ الفاظ بالذات صادق و کاذب نہین ہوتے بلکہ بدولت اپنے مدلولات کے ہوتے

ہین چنانکہ معانی صدق وکذب کے اسپر شاہد صادق ہین پس اگر کذب کلام لفظی بدون
کذب کلام نفسی پایا جاوے تو تحقق ما بالعرض کا بدون ما بالذات کے لازم آئیگا وھو
باطل وھذا خلف وسیجی تفصیلہ اگر یہ خلجان قلب مین خطور کرے کہ ہم تسلیم کرتے (۱۰)
ہین کہ کلام نفسی کہ صفت باریتعالی ہے بلاریب وشک شائبہ کذب وامکان عدم مطابقت
سے مبرا ومنزہ ہے اور براہین مذکورہ بالا بیشک اوسمین جاری ہین مگر کلام لفظی کہ حادث
ومخلوق ہے اور قایم بذات باریتعالی نہین ہے وہ امکان کذب سے معری نہین ہے
چنانچہ صاحب مواقف وسید سند بعد ہر دو دلیل امتناع کذب باریتعالی کے نقل کرتے
ہین کہ اسنے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی مین ثابت ہوتا ہے نہ کلام لفظی مین و
عبارتہ ہکذا واما امتناع الکذب علیہ عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص
علی اللہ تعالی محال اجماعا وایضا فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ ان
نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا وھذا الوجہ انما
یدل علی ان الکلام النفسی الذی ھو صفۃ قائمۃ بذاتہ تعالی یکون صادقا و
الا لزم النقصان فی صفتہ تعالی مع کمال صفتنا ولا یدل علی صدقہ فی الحروف
والکلمات التی یخلقھا فی جسم دالۃ علی معان مقصودۃ ولما کان لقائل ان یقول
خلق الکاذب ایضا نقص فی فعلہ فیعود المحذور بعینہ اشار الی دفعہ بقولہ
واعلم انہ لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیہ فان النقص
فی الافعال ھو القبح العقلی بعینہ فیھا وانما تختلف العبارۃ دون المعنی فاصحابنا المنکرون

للقبح العقلی کیف یتمسکون فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم النقص فی افعالہ
تعالی الثانی انہ لو اتصف بالکذب لکان کذبہ قدیما اذ لا یقوم الحادث بذاتہ تعالی
فیلزم ان یمتنع علیہ الصدق المقابل لذلک الکذب والا جاز زوال ذلک الکذب و
ھو باطل فان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ واللازم وھو امتناع الصدق علیہ باطل
فانا نعلم بالضرورۃ ان من علم شیئا امکن لہ ان یخبر عنہ علی ما ھو علیہ وھذا الوجہ
الثانی ایضا انما یدل علی کون الکلام النفسی صدقا لانہ القدیم واما ھذہ العبارات
الدالۃ علی الکلام النفسی فلا دلالۃ علی صدقہا لانہا حادثۃ فیجوز زوالہا بحدوث
الصدق الذی یقابلہا مع ان الاھم عندنا ھو بیان صدقہا جواب اسکا بچند وجوہ
دیا جاتا ہے اول یہ کہ مناط اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالی سے قایم نہو اور
بموجب تحقیق عضد الملۃ والدین واختیار سید سند یہ امر صحیح نہین بلکہ کلام لفظی بھی
اوسکی ذات پاک سے قایم ہے چنانکہ اوپر گذرا پس مناط جریان براہین ہر دو کلام نفسی
ولفظی مین موجود ہے لہذا منوط اعنی امتناع کذب باریتعالی بھی موجود ہوگا اور سید سند
کا صاحب مواقف کے رسالہ مستقلہ کو اسکے بعد نقل کرنا شیر اسی اعتراض کے دفع
کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانکہ عادت مولفین ہے کہ امر محقق کو بعد بیان کرتے ہین
ورنہ یہان کیا موقع بیان کا تھا یہان تو تحقیق امتناع کذب باریتعالی ہے نہ تحقیق کلام
نفسی ولفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی ولفظی اول گذر چکی اگر محض تحقیق کلام نفسی ولفظی منظور
ومد نظر ہوتی تو اسکو اول تفریع امتناع کذب باریتعالی کے بعد فراغ کلام نفسی ولفظی کے

فا ابدا اول

بیان کرتا پس اثنا، ادلہ امتناع کذب باریتعالی مین جو اعتراض کیا گیا وہ جمہور متاخرین پر ہے اور اپنی تحقیق سے مشائخ ماسلف سے اعتراض دفع کردیا اور دوسرے یہ کہ مذہب شئی دیگر ہے اور دلیل سے اوسکا ثابت ہونا امر دیگر۔ اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے ثابت نہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین وہ ثابت نہین یا مستدل کا وہ مذہب نہین البتہ ورود اعتراض کیوجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب کی غرض یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو یہان بیان کیگئی ہین وہ ثبوت مدعا سے قاصر ہین یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام نفسی اور کلام لفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور ان دونون دلیلون سے صرف کلام نفسی مین امتناع کذب ثابت ہوا اسیواسطے سید سند نے بعد اعتراض مصرح کردیا ہے کہ مقصود اہم بیان صدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا کہ دعوی امتناع کذب کلام باریتعالی مین امر مہم امتناع کذب کلام لفظی ہے اور کیونکر نہ ہو امتناع کذب باریتعالی کو اتفاقی قرار دیا ہے باوجودیکہ معتزلہ منکر کلام نفسی کے ہین پس اگر کلام لفظی مدنظر نہ رکھا جاوے تو اتفاق کیونکر متصور ہوگا۔ تیسرے یہ کہ منجملہ دلائل شتی کے اگر صاحب مواقف کی دو دلیلین قاصر ہوئین تو مدعا مین خلل نہین آسکتا تیسری دلیل سے اونکا مدعا کامل طور سے ثابت ہے اسیواسطے خود صاحب مواقف دلیل ثالث کے حقمین فرماتے ہین وعلیہ الاعتماد اور سید سند اسکی وجہ تحریر کرتے ہین لصحتہ ودلالتہ علی الصدق فی الکلام النفسی واللفظی معًا اس سے معلوم ہوا کہ سنت والجماعت کا مذہب تو یہی ہے کہ باریتعالی کے کلام نفسی و لفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور صدق

جواب دوم

جواب سوم

ضروری ہے مگر دو دلیلین ایسی بیان کی ہین کہ بعض مثبت کل مدعا ہین اور بعض جز مدعا ولا حرج فیہ بعد وضوح المقصود اور چوتھے یہ کہ میرا استناد محض ادلہ صاحب مواقف نہین ہے تاکہ قصور اونکا میرے دعوی مین فتور لاوے بلکہ مستشہدات میرے اقوال مفسرین بھی تھے جنکا موضوع و مبحوث عنہ بجز کلام لفظی کے دوسرا امر نہین ہے کما لایخفی علی الماہرین وعلی ہذا القیاس اقوال علمای اصول کہ اونکو بھی بجز کلام لفظی کے کلام نفسی سے سروکار نہین ہے، اور پانچوین یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کلام لفظی و کلام نفسی مین نسبت دال و مدلول کی ہے لہذا یہ نہین ہوسکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی یعنی دال کو صادق یا کاذب کہنے کے یہی معنی ہین کہ اوسکا مدلول یعنی کلام نفسی مطابق واقع کے ہے یا نہین ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا فقط الفاظ کو جو صوت محض ہین مطابق اعیان خارجیہ کے کہہ سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ مطابق اور غیر مطابق حقیقۃً و بالذات مدلولات ہونگی اور بالعرض اونکے الفاظ پس جب یہ امر ثابت ہوگیا تو ظاہر ہوگیا کہ جن دلیلون سے کلام نفسی مین کذب کا ممتنع ہونا ثابت ہوگا اونسے کلام لفظی مین بھی ہوگا بھلا کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ لفظ اللہ موجود تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق اب مین وہ عبارات نقل کرتا ہون جس سے واضح ہو کہ یہ کلمات الہی تعبیر اُن کلمات ازلیہ سے ہین یعنی کلمات دال ہین اور معنی قایم بذاتہ تعالی مدلول والکلام ہو صفۃ ازلیۃ عبر عنہا بالنظم المسمی بالقرآن المرکب من الحروف (شرح عقاید نسفی) وتحقیقہ ان للشئ وجودًا فی الاعیان ووجودًا فی

الاذھان ووجوداً فی العبارۃ ووجوداً فی الکتابۃ فالکتابۃ تدل علی العبارۃ والعبارۃ تدل علی مافی الاذھان وھو مافی الاعیان آہ (شرح عقاید نسفی) وہمچنین یک کلام بسیط ست کہ ازازل تا ابد بہمان کلام گویا است اگر امر است ازہمان جا ناشی ست واگر نہی ست ہم ازانجا اگر اعلام ست ہم ازانجا ماخوذ واگر استعلام ست ہم ازانجا اگر تمنی ست ہم ازانجا مستفاد ست اگر ترجی ست ہم ازانجا جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ورقیست ازان کلام بسیط اگر توریت ست ازانجا انتساخ یافتہ ست اگر انجیل ست ہم ازانجا صورت لفظی گرفتہ ست اگر زبور ست ہم ازانجا مسطور گشتہ اگر قران ست ہم ازانجا منزل فرمودہ ؎ والعہ کلام حق کہ علی الحق یکیست * پس وپیش درنزول مختلف آمد ہ آمدہ * (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ) اب نظار با انصاف اُس عقیدہ کو ملاحظہ کرین جو اخبار مذکور مین مطبوع ہے وہو ہذا باری عزاسمہ کا متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور کلام نفسی کا اتصاف بکذب ممتنع بالذات ہے انتہیٰ اس عقیدے کا لچر اور غلط ہونا میری تقریر سابق سے اظہر من الشمس ہے کیونکہ اول تو مناط اس عقیدے کا تفرقہ ہے درمیان کلام نفسی وکلام لفظی کے وقد علمت بطلانہ دوسرے یہ کہ ممکن بالذات اگرچہ ممتنع بالغیر وواجب بالغیر ہوسکتا ہے مگر ممتنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز ہرگز ممکن بالغیر نہین ہوسکتا ہے اسلیے کہ ممکن بالغیر کوئی چیز ہی نہین ہے اسیواسطے قید بالذات کو ممکن کے ساتھ محض واسطے تقابل وغیرہ کے بیان کرتے ہین اور قید

احترازی سے احتراز بخلاف واجب بالذات وممتنع بالذات کے کہ اسمین قید احترازی ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہین ہے اور شرح مواقف وغیرہ مین منصوص بھی ہے تیسرے جب کلام لفظی اور نفسی مین ایسا علاقہ ثابت ہوچکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق وکذب متکلم کے صدق وکذب کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہین ہوسکتا ہے کہ کلام نفسی یا ذات واجب تعالی مین کذب ممتنع بالذات ہو ورنہ اجتماع ممتنع بالذات اور ممکن بالذات کا لازم آئیگا ہذا خلف **تنبیہ** جو صاحب بارتیعالی کے کلام لفظی مین امکان کذب کے قائل ہوتے ہین غالباً اونھین اس خیال نے یہ جراُت دلائی ہے کہ کلام لفظی اُس ذات مقدس سے قایم نہین ہے اسوجہ سے اوسکا کذب واجب تعالی کی ذات کیطرف رجوع نہین کرسکتا مگر یہ خیال محض خام ہے کیونکہ اولاً تو اسکی بنیاد خلاف تحقیق پر ہے صاحب مواقف نے یہ امر محقق کردیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی دونون واجب تعالی کی ذات سے قایم ہین کما مر ثانیاً یہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ اتصاف صدق وکذب کا مدار معانی اور مدلولات الفاظ ہین اور الفاظ کا اس وصف سے متصف ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اوسکی ذات سے قایم ہونا اور نہ قایم ہونا ایکسان ہے جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرور اُنکے معانی یعنی کلام نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قایم ہے متصف ماننا پڑیگا وہذا خلف ثالثاً خیال کرنا چاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کاتب اور متکلم سے قایم نہین ہین مگر جو

شخص جھوٹی دستاویز بناوے وہ بلاشبہ جھوٹا اور جعلساز ٹھہریگا اگرچہ اس مضمون کا اُسنے تکلم بھی نکیا ہو اور اُس دستاویز کو جعلی کہینگے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ اس جھوٹی دستاویز کی وجہ سے اوسکا بنانے والا جھوٹا اور جعلساز ٹھہرا حالانکہ اُسنے صرف نقوش ہی بنائے ہین جو کسیطرح اوسکی ذات سے قایم نہین ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ ان نقوش وغیرہا کو جو متصف بکذب کیا ہے تو اس مضمون کی وجہ سے کیا ہے جو اُس بنانے والیکی ذات سے قایم ہے یہی حال الفاظ کا سمجھنا چاہیے تاآنکہ جب کلام لفظی کا کذب اس ذات مقدس کیطرف متوجہ ہوا تو صدق بھی ہوگا کیونکہ علت مشترک ہے اور جب صدق بھی اوسطرف رجوع ہوا تو آیات مسطور الذیل کے کیا معنے ہونگے (۱) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا (۲) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا (۳) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا (۴) وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ان آیتون مین قول وحدیث سے کلام لفظی مقصود ہے چنانچہ مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم آیگا کہ کلام لفظی حقیقۃ کلام الٰہی ہو اور اسکا منکر کلام الٰہی کا منکر نہ قرار دیا جاے غرض کہ اسکے سبب سے مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین کما لا یخفی علی الفطن اللبیب اسقدر بیان کے بعد چند شبہات اور بھی مخطور و مسموع ہوئے اونکا دفع کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ مدعیان کذب کو حوصلہ باقی نرہے (شبہ ۱) مخبر صادق نے خبر دی ہے حتی اذا استیأس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا الآية اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام کو باریتعالی کیطرف کذب کا ظن ہوا اگر کذب باری ممکن نہوتا تو انبیاے

کرام جو علم الٰہی مین اعلم الناس ہین کیون ایسا ظن کرتے جواب اول تو اس آیت مین اسکی تصریح نہین کہ ظن کرنے والے انبیا تھے بلکہ ہم کہتے ہین کہ ظن کرنے والے وہ لوگ تھے جنکی طرف وہ انبیا بھیجے گئے تھے اور اونھون نے بھی خدا کی طرف کذب کا گمان نہین کیا بلکہ رسولون کی طرف کیا معالم التنزیل مین ہے معناہ حتی اذا استیأس الرسل من ایمان قومهم وظنوا ای ظن قومهم ان الرسل قد كذبهم في وعيد العقاب انتهى اور اگر انبیا علیہم السلام ہی کو ظان قرار دین تو آیت کے یہ معنی ہین کہ اونھین اپنی امید و رجا وغیرہ کیطرف کذب کا گمان ہوا نہ خدا کی طرف جیسا کہ تفسیر ابو سعود مین ہے كذبتهم انفسهم حين حدثتهم بانهم ينصرون عليهم او كذبهم رجاؤهم فانه يوصف بالصدق والكذب انتهى جو معنی یہان بیان کیے گئے اون سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ سے اسبات کا وہم بھی نہین پیدا ہوتا کہ انبیا نے کذب باری کا گمان کیا اور بھلا انبیا سے ایسا گمان کیونکر ہو سکتا ہے اونسے تو یہ خیال محال ہے ایسا گمان تو کسی ایماندار سے بھی نہین ہو سکتا اور اگر کرے تو ایماندار نہین رہ سکتا چنانچہ امام فخر الدین رازی حضرت ابن عباس رض کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین الا انه بعيد لان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان فكيف يجوز مثله على الرسل عليهم الصلوة انتهى اور ایسا ہی تفسیر ابو سعود مین ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے روبرو جب قصہ ظن مرسلین پیش کیا گیا تو فرمایا کہ معاذ الله والله ما وعد الله رسوله من شيء الا علم انه كائن قبل ان يموت انتهى [illegible]

سے اکثر استدلالات امکان کذب کا رد نکل سکتا ہے کما لا یخفی علی الفطین **تبصرة**

وليعلم انه قد القى الى الكتاب لاستفسار امكان كذب رب الارباب وكان فيه باللسان الهندى الخطاب فحررت على لميقة الجواب وبعد ختمه بالصواب قد ارسل الى بعض الاحباب برسالة مرقومة فيها بعض الشكوك والاضطراب فقصدت تتميم الكلام وتوضيح المرام بحيث ينقطع عروق الشبهات والاوهام وتتبدى وجوه خرائد مقصورات الخيام لكن لا بحيث يكون فتنة للعوام وبلية لجمهور الانام ومضحكة لاعداء الاسلام ومطعنا للاراذل ملام اللئام فاوردت الحجج المستخرجة من فحواء احسن الكلام وابلغ النظام والدلائل المستنبطة من احاديث خير الانام وسيد الكرام عليه الصلوة والسلام ما تعاقب الليالى والايام بلسان سكان دار السلام وبالمحاورة المرضية لافضل العظام عليه الصلوة والسلام على التوالى والدوام فاحسنوا التحموا بها الاخوان الكرام لكيلا تستفر اسنان الد الخصام فى طعان سنان اللسان على تغيير العنوان وضراب سيوف الشتام على تبديل سياق الكلام وما فعلت هذا الا لوقاية كلام الرب عن الشتم والسب وصيانة احاديث خير الاخيار عن نظر الاغيار الكفار

الشبهة الثانية

فان قلت لو لم يمكن الكذب فى اخبار الله تعالى وقد اخبر الله الكريم تشريف نبيه الكريم صلى الله عليه وسلم فى كتابه الكريم (ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر) لما امر نبيه صلى الله عليه وسلم بهذا القول (قل ما كنت بدعا من الرسل وما ادرى ما يفعل بى ولا بكم) الا انه صلى الله عليه وسلم لما كان مغفور الله جميع

ذنوبه لو كان بحسب الاخبار والكذب فى اخباره تعالى محال بزعمكم فما معنى عدم درايته صلى الله عليه وسلم بما يفعل به صلى الله عليه وسلم قلت جوابه بوجوه اما اولا فهذا لا يفيد الخصم فانه قائل بالامتناع بالغير والممتنع بالذات والممتنع بالغير سواء فى عدم التحقق فما هو جوابه فهو جوابنا واما ثانيا فهذا محمول على احوال الدنيا اى لا ادرى ما يصير اليه امرى وامركم ومن الغالب ومن المغلوب او لا ادرى ما تؤمرون به ولا ما اومر به فى باب التكاليف والشرائع او لا ادرى ما يفعل بى فى الدنيا اموت ام اقتل كما قتل الانبياء قبلى عليهم الصلوة والتسليم وهو لا ينافى المغفورية واستحالة خلف الوعد كما لا يخفى واما ثالثا فهو يحمل على احوال الآخرة تفصيلا اى ما ادرى ما يفعل بى ولا بكم فى الآخرة تفصيلا فانه شان خالق القوى والقدر وهذا لا ينافى العلم الاجمالى بالمغفرة القطعية فلا ينافى استحالة الكذب عليه تعالى فى اخباره ووعده ووعيده واما رابعا فكان هذا الامر قبل نزول (انا فتحنا لك فتحا) الآية المشتملة على تكريم النبى عليه وعلى آله الصلوة والتسليم بالمغفرة المطلقة فلا خلف ايضا وهذا مع كونه ظاهرا لان قوله تعالى وما ادرى ما يفعل بى الآية فى سورة الاحقاف وهى مكية وبشارة المغفرة المطلقة فى سورة الفتح وهى مدنية فلا خفاء فى تقدم عدم الدراية بما يفعل به وغيره عليه الصلوة والسلام على علم المغفرة المطلقة منصوص عن حبر الامة عبد الله ابن عباس رضى الله عنه هذا والامام فخر الدين الرازى استبعد القول بكون النبى صلى الله عليه وسلم شاكا فى مغفوريته ورده بوجوه ثلثة ان شئت فارجع الى

تفسيره هذا ملخص التفاسير من البيضاوى وابى السعود والكبير وغيرها

الشبهة الثالثة فان توهم انه لو كان الكذب عليه تعالى محالا فما معنى
قوله تعالى (لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ) مع اَنَّ اِنْ تدخل على امر على خطر الوجود فاذا كان
شرك الانبياء عليهم الصلوة والسلام على خطر الوجود كان حبط عملهم المبنى عليه ايضا
على خطر الوجود فما معنى المغفورية المطلقة القطعية لنبينا عليه الصلوة
والسلام وان هذا الا امكان الكذب وهذا خلف **قلت** هذا جواب بوجوه عديدة اما اولا
فلا منافاة بين القضية الحملية الضرورية اى نبينا صلى الله عليه وسلم مغفور
مطلقا قطعا وبين الشرطية اى ان اشرك حبط عمله لان الشرطية لا تقتضى وجود المقدم
ولا وجود التالى بل يجوز ان يكون كلاهما ممتنعين كما ظهر من التامل فى هذين القولين النبى لا
عابد لولد الله و (قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ) وكما لا منافاة بين قولنا
لا شئ من الخمسة بمنقسمة بمتساويين وبين قولنا لو كانت الخمسة زوجا كانت
منقسمة بمتساويين فاذا لم يكن بين الحملية والشرطية تناف فلا توهم لامكان الكذب
قال امام المفسرين فخر الدين الرازى **السوال الثالث** كيف صح هذا الكلام مع علم الله تعالى
ان رسله لا يشركون ولا تحبط اعمالهم **والجواب** ان قوله لئن اشركت ليحبطن عملك
قضية شرطية والشرطية لا يلزم من صدقها صدق جزئيها الا ترى ان قولك لو كانت
الخمسة زوجا لكانت منقسمة بمتساويين قضية صادقة مع ان كل واحد من
طرفيها غير صادق قال الله تعالى (لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا) ولم يلزم من

هذا صدق القول بان فيهما آلهة وبانهما قد فسدتا انتهى **وقال** ابو السعود لئن اشركت
الآية كلام وارد على طريقة الفرض لتهييج الرسل واقناط الكفرة والايذان بغاية شناعة
الاشراك وقبحه وكونه بحيث ينهى عنه من لا يكاد يمكن ان يباشره فكيف بمن عداه آه
انتهى وقس على هذا قوله تعالى (وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ) آه
وقوله تعالى (وَاِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ) آه واما ثانيا فلا نسلم ان
كلمة اِنْ لا تستعمل الا فى امر متردد الوجود وان كان اصله هذا كما نص عليه العلامة
التفتازانى فى المطول وغيره فى غيره الا ترى الى قوله تعالى (قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا
اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ) فهل ترى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه فكذا ههنا
قال العلامة ابو السعود فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شئ بشئ من غير تعرض
لامكان شئ منهما كيف لا وقد يكون كلاهما ممتنعا كقوله عز وجل (قل ان كان للرحمن
ولد فانا اول العابدين) وقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ونظائرهما انتهى -
واما ثالثا فالخطاب وان كان فى الظاهر للنبى عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهم
امكان الكذب قال الامام الهمام فى تفسيره ان الخطاب مع النبى عليه الصلوة والسلام
فى الظاهر والمراد غيره كقوله تعالى (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ)
وكقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ومن الامثلة المشهورة اياك اعنى
واسمعى يا جارة آه وقال القاضى ابو الفضل عياض فى الشفاء وقوله تعالى (لئن اشركت
ليحبطن عملك) وما اشبهه فالمراد غيره وان هذا حال من اشرك والنبى عليه الصلوة

والسلام لا يجوز عليه هذا **الشبهة الرابعة** فان اختلج في قلبك انه
لو كان كذب الباري عز وجل محالا فما معنى هذه الآية (فان كنت في شك مما انزلنا) الآية
لان خبر الله تعالى لما كان حقا لا يحتمل ان يتطرق الكذب عليه فكيف يتصور من النبي
عليه الصلوة والسلام الشك والارتياب فليس هو الا بناء على امكان الكذب فاذن
بما مر من ان الشرطية لا تقتضي امكان وجود المقدم او التالي او المراد عنه غير النبي عليه
الصلوة والسلام تعريضا ولذا قال الامام الهمام في تفسيره والذي يدل على صحة ما
ذكرنا وجوه الاول قوله تعالى في اخر السورة (يا ايها الناس ان كنتم في شك من ديني
بين ان المذكور في اول الآية على سبيل الرمز هم المذكورون في هذه الآية على سبيل التصريح
الثاني ان الرسول لو كان شاكا في نبوة نفسه لكان شك غيره في نبوته اولى وهذا يوجب
سقوط الشريعة بالكلية والثالث ان بتقدير ان يكون شاكا في نبوة نفسه فكيف
يزول الشك باخبار اهل الكتاب عن نبوته مع انهم في الاكثر كفار وان حصل فيهم من كان
مومنا الا ان قوله ليس بحجة لا سيما وقد تقرر ان ما في ايديهم من التورية والانجيل
فالكل مصحف فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان في الظاهر مع الرسول
صلى الله عليه وسلم الا ان المراد هو الامة ثم قال واقول تمام التقرير في هذا الباب
ان قوله فان كنت في شك فافعل كذا وكذا قضية شرطية والقضية الشرطية
لا اشعار فيها البتة بان الشرط وقع او لم يقع ولا بان الجزاء وقع او لم يقع آه وقال القاضي
عياض في شفاه اعلم عصمنا الله واياك توفيقه ان ما تعلق منه بطريق التوحيد والعلم

بالله تعالى وصفاته والايمان به وبما اوحى الله اليه فعلى غاية المعرفة ووضوح العلم
واليقين والانتفاء عن الجهل لشيء من ذلك او الشك والريب فيه والعصمة من كل
ما يضاد المعرفة بذلك اليقين هذا ما وقع اجماع المسلمين عليه ولا يصح بالبراهين
الواضحة ان يكون في عقود الانبياء سواه انتهى **الشبهة الخامسة**
فان قلت قال الله تعالى (انك لا تخلف الميعاد) (ان الله لا يخلف الميعاد) (ومن اوفى
بعهده من الله) (انا لننصر رسلنا) آه وقد قلت ان الخلف في الميعاد مستحيل فما معنى لقوله
تعالى (حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب) فانه لو لم
يمكن الخلف في الميعاد لما كان لاستبعاد النصر معنى قلت قد كفى عنا المؤنة امام المفسرين
في تفسير هذه الآية جزاه الله عنا خير الجزاء (المسئلة الخامسة) في الآية اشكال وهو
انه كيف يليق بالرسول القاطع بصحة وعد الله ووعيده ان يقول على سبيل الاستبعاد
متى نصر الله والجواب عنه من وجوه احدها ان كونه رسولا لا يمنع من ان يتاذى من
كيد الاعداء قال تعالى (ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون) وقال تعالى
(لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين) وقال تعالى (حتى اذا استيأس الرسل وظنوا
انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا فنجي) وعلى هذا فاذا ضاق قلبه وقلت حيلته وكان
قد سمع من الله تعالى انه ينصره الا انه ما عين له الوقت في ذلك قال عند ضيق قلبه
متى نصر الله حتى انه ان علم قرب الوقت زال همه وغمه وطاب قلبه والذي
يدل على صحة ذلك انه قال في الجواب الا ان نصر الله قريب فلما كان الجواب بذكر

العزب دل على ان السؤال كان واقعا عن القرب ولو كان السؤال وقع عن انه هل يوجد الصرام لما كان هذا الجواب مطابقا لذلك السؤال وهذا هو الجواب المعتمد)

الشبهة السادسة فان قلت قد جاء في الحديث الصحيح المروي في البخاري والمسلم وغيرهما عن عائشة رض زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مستجمعا ضاحكا حتى ارى منه لهواته انما كان يتبسم قالت وكان اذا راى غيما او ريحا عرف ذلك في وجهه فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى الناس اذا راوا الغيم فرحوا رجاء ان يكون فيه المطر واراك اذا رأيته عرفت في وجهك الكراهية قالت فقال يا عائشة رض ما يؤمنني ان يكون فيه عذاب قد عذب قوم بالريح وقد راى قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا وقد كان مغفورا مطلقا فلو لم يمكن الخلف في الوعد لما كان هذا الخوف والاقبال والادبار كما جاء في حديث آخر لمسلم وغيره قلت اولا ما كان هذا الخوف لاجل نفسه الشريفة صلى الله عليه وسلم حتى يحصل التوهم المذكور بل لاجل الامة كما نص في العيني والقسطلاني وقال النووي كان خوفه صلى الله عليه وسلم ان يعاقبوا بعصيان العصاة وسروره لزوال سبب الخوف انتهى وقد جاء النص بهذا في حديث رواه مسلم في صحيحه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الريح والغيم عرف ذلك في وجهه واقبل وادبر فاذا مطرت سر به وذهب عنه ذلك قالت عائشة فسألته فقال اني خشيت ان يكون عذابا سلط على امتي ويقول اذا رأى المطر رحمة انتهى وثانيا يحتمل

ان يكون هذا قبل البشارة فانه ما حصل الا في آخر عمره كما لا يخفى على الماهر وهذا ليس ببعيد وبدع فانهم اجابوا بمثل هذا في امثال هذا كما سيجيء من النووي في الحديث الآتية وايضا قالوا في قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا ينبغي لاحد ان يقول انا خير من يونس بن متى مع انه افضل الرسل اجماعا وقطعا انه قبل علمه صلى الله عليه وسلم بافضليته المطلقة كما نص عليه شراح البخاري والنووي والقاضي عياض وغيرهم وثالثا ان المغفورية المطلقة لا تنافي الابتلاء بمصائب الدنيا وعذابها وشدائدها بل اشد البلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل كما هو المقرر المنصوص في الصحاح فاذا ثبت هذا فلا مجال لامكان خلف الميعاد وبهذا يندفع ما يتوهم انه لو لم يمكن الخلف في الوعد لما كان لقوله تعالى (قل ارايتم ان اهلكني الله ومن معي او رحمنا) الآية معنى وجه الدفع انه ليس المراد من الاهلاك ههنا الا الاماتة في الحال كما نص عليه ارباب التفاسير وانت تعلم ان المغفورية المطلقة لا تنافي الاماتة الدنيوية لقوله تعالى (كل نفس ذائقة الموت) وقوله تعالى (انك ميت وانهم ميتون) وايضا لا يفيد الخصم كما مر غير مرة

الشبهة السابعة فان غلب عليك جنود الوهم بانه قد ورد في الخبر قال خسفت الشمس في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فقام فزعا يخشى ان تكون الساعة حتى اتى المسجد الحديث رواه المسلم في صحيحه وقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم بانه لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها وما لم تتقدم اشراط الساعة غيرها فلو لم يمكن الخلف والكذب في الاخبار ممكنا لما حصل الفزع الكذائي فافهم بها بعساكر

الفكر بان لعل هذا كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور او لعله
خشي ان يكون بعض مقدمات الساعة او بان ظن الراوي ليس بحجة فان كنت في
مرية من هذا فاستمع ما قال النووي وهو هذا قد يستشكل من حيث ان الساعة
لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولم تكن وقعت كطلوع الشمس من مغربها و
خروج الدابة والنار والدجال وقتال الترك واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة
كفتوح الشام والعراق ومصر وغيرهما وانفاق كنوز كسرى في سبيل الله تعالى وقتل الخوارج
وغير ذلك من الامور المشهورة في الاحاديث الصحيحة ويجاب عنه باجوبة احدها
لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور الثاني لعله
خشي ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوي ظن النبي صلى الله عليه وسلم يخشى
ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم خشي ذلك
حقيقة بل خرج النبي صلى الله عليه وسلم مستعجلا مهتما بالصلوة وغيرها من امر
الكسوف مبادرا الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما كان صلى الله عليه
وسلم عند هبوب الريح تعرف الكراهية في وجهه ويخاف ان يكون عذابا كما سبق
في آخر كتاب الاستسقاء فظن الراوي خلاف ذلك ولا اعتبار بظنه انتهى وايضا لا يفيد
الخصم كما مر تقريره وما قال بعض الكملاء في بيان امكان كذبه تعالى انه ممكن وان لم
يقع لان الكذب وجودي لا عدمي واقتداري لا عجزي وهو في حد ذاته من جهة الوجود والقدرة
حسن لا قبيح والقبح الذي عرض له فهو من جهة نهي الخالق والنهي انما يتصور بلحاظ العباد

المخلوقين لا بالنسبة الى الخالق المالك تعالى شانه فهو من حيث الاكتساب الممنوع
قبيح لا من حيث خلق الخالق فالقبح انما يعرض له في حق العبد الكاسب لا في حق
المالك الخالق وهو انما هو من جهة ضرر احد نحو اتلاف حقه او اذيته او خداعه
فلو كان في الكذب نفع احد من حيث المال والنفس صار حسنا بل فرضا في بعض الاوقات
مثلا لو كان في الصدق قتل مسلم وفي الكذب نجاته لكان الصدق حراما والكذب فرضا
فظهر ان قبحه عارض لاجل نهي الخالق وليس هو في حد ذاته التي هي وجودي واقتداري فالا
لهذا او التامل فيه لا يليق بشان العلماء لان كسب الشر قبيح وهو بالنسبة الى المخلوق
لا خلقه وهو بالنسبة الى الخالق هذا الدليل عقلي اجمالا والدليل النقلي هذا ان نبينا و
سيدنا صلى الله عليه وسلم كان مغفورا لقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر فلو كان الخلف في الوعد ممتنعا لما كان يخشى صلى الله عليه وسلم لما امر بقوله
تعالى (قل ان اهلكني الله ومن معي) وبقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) وغيرهما
من الآيات وكلمة إن انما تدخل على الممكن لا الممتنع وعلى المعدوم المخطور الوجود لا الممتنع
الوجود كما هو مسلم عند علماء العربية والخشية انما يكون من الممكن لا من المحال وما سمعنا
ولا رأينا احدا يخشى الشريك المستحيل انما الخشية من الله الوجود والآيات الكثيرة
والاحاديث العديدة تدل على امكان كذب الباري تعالى وحقق شارح المواقف
وشارح المقاصد وغيرهما من المحققين امكان الكذب وهذا العبد مقلد ولما قال
اهل الكلام بامكان الكذب فالعبد ايضا يعتقد امكانه لا افقهه حق التفقه

خبر ۱۲

اما اولاً فلان هذا المذكور مبني على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح
اعني لا شيء في حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما
يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهي
عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوة والصوم والزنا والسرقة
في مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها في الحسن والقبح بالمعنى
المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء في حد ذاتها بعضها
حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح في التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير
قوله تعالى (قُلْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ الآية) فكيف يصح التمسك للحنفي المتبع للمشائخ
الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما
ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلي بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
قبح الكذب عارض لاجل النهي بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله
تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً
بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور في حقه تعالى واما ثالثاً
فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهي
كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً في حد
ذاته قبيحاً لاجل النهي فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتي في مذهب غيرهم لاكن في هذا المثال الجزئي
ليس الحسن ثابتاً عندهم ايضاً بل الثابت القبح الذاتي عندهم واما رابعاً فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهي
لان مناط القبح لما كان نهي الخالق فما دام النهي موجوداً وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية والخداع وغيرها نعم اذا رفع النهي وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسناً
بالذات وان صار واجباً بل هو باق على قبحه الذاتي كما هو منصوص في المسلم وغيره
عبارته هكذا (وقالوا لو كان ذاتياً لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلاً يجب
لعصمة نبي وانقاذ بري من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسناً قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل في الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافي القبح لذاته وهذا معنى قولهم الضرورات تبيح المحظورات الخ
فاندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسناً بل
فرضاً اه كما لا يخفى واما خامساً فلان قوله ان الكذب وجود لا عدم واقتدار لا
عجز وهو في حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا مرادفاتها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئياً لهما ولا عكس
ايضاً وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب الباري موجود ومقدور

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح
اعنى لا شئ فى حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما
يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهى
عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوة والصوم والزنا والسرقة
فى مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها فى الحسن والقبح بالمعنى
المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء فى حد ذاتها بعضها
حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح فى التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير
قوله تعالى (قل ان الله لا يامر بالفحشاء الآية) فكيف يصح التمسك للحنفى المتبع للمشائخ
الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما
ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلى بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
قبح الكذب عارض لاجل النهى بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله
تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً
بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور فى حقه تعالى واما ثالثاً
فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهى
كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً فى حد
ذاته قبيحاً لاجل النهى فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتى فى مذهب غيرهم لكن فى هذا المثال الجزئى
ليس الحسن ثابتاً عندهم ايضاً بل الثابت القبح الذاتى عندهم واما رابعاً فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهى
لان مناط القبح لما كان نهى الخالق فما دام النهى موجوداً وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية والخداع وغيرها نعم اذا رفع النهى وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسناً
بالذات وان صار واجباً بل هو باقٍ على قبحه الذاتى كما هو منصوص فى المسلم وغيره
عبارته هكذا (وقالوا لو كان ذاتياً لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلاً يجب
لعصمة نبى وانقاذ برى من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسناً قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل فى الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافى القبح لذاته وهذا معنى قولهم الضرورات تبيح المحظورات الخ
فاندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسناً بل
فرضاً اه كما لا يخفى واما خامساً فلان قوله ان الكذب وجود لا عدم واقتدار لا
عجز وهو فى حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا مرادفاتها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئياً لهما ولا بالعكس
ايضاً وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب البارى موجود ومقدور

فهو اول المسئلة وجاء المصادرة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب
الباري ممكن وصار حاصل الدليل هكذا كذب الباري ممكن لان كذبه موجود ومقدور
وان هو الا جعل المدعى جزء الدليل وايضاً مناف لقوله وانلم يقع فان فيه اعتراف
بالوجود وان اراد ان كذب الممكن والمخلوق موجود ومقدور وهو من جهة الوجود و
القدرة حسن فلا يفيد المطلوب لان الكلام كان فى امكان كذب الباري وخرج
من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشحون من الكذب بلا
ارتياب واما سادساً فهو منقوض بظلم الباري تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا
فان مقدمات الدليل جارية فيه مع تخلف المدعى فانه لم يقل به احد من اهل
السنة والجماعة وان قال به الفرقة الباطلة المزدارية واما سابعاً فلان ليس
الكلام الا فى امكان اتصاف الكذب وكسبه لا فى خلقه كيف وان الكذب شائع
ذائع فى العالم وليس خالق الاشياء عند اهل الحق الا الله فعلى تقدير تجويز كذب الباري
يلزم كسب الكذب لا خلقه فى محل آخر وكسب الشر قبيح عند المستدل ايضاً
كما نص فى آخر الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال فى الدليل النقلى
من ان الخلف فى الوعد لو كان ممتنعاً مع كونه صلى الله عليه وسلم موعوداً
بالمغفرة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تأخر لما كان لخشيته صلى الله عليه وسلم
معنى فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم ما خشى لاجل نفسه النفيسة
من العذاب الاخروى بل لاجل الامة او لاداء الشكر واظهار الخشوع والخضوع

فى الحضرة الالهية وغيرها كما قال القاضى عياض وعبارته هكذا وايضاً
فيقال لهم فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغائر باجتناب الكبائر ولا خلاف
بعصمة الانبياء من الكبائر فما جوزتم من وقوع الصغائر عليهم فهى مغفورة
على هذا فما معنى المواخذة بها اذا عندكم وخوف الانبياء وتوبتهم منها وهى مغفورة
لو كانت فما اجابوا به فهو جوابنا عن المواخذة بافعال السهو والتاويل وقد قيل ان
كثرة استغفار النبى وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام على وجه ملازمة
الخضوع والعبودية والاعتراف بالتقصير شكراً لله على نعمه كما قال عليه الصلوة
والسلام وقد امن من المواخذة بما تقدم وما تاخر افلا اكون عبداً شكوراً وقال انى
اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء خوف
اعظام وتعبد لله لانهم آمنون وقيل فعلوا ذلك ليقتدى بهم ويستن بهم امهم
كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً انتهى وايضاً قال فى موضع
آخر ناقلاً عن النبى والثقة كنزى والحزن رفيقى واليقين قوتى وغمى لاجل امتى انتهى ومن
ادعى الخشية لاجل عدم وثوق النبى بمواعده تعالى فعليه البيان بالبرهان بل هذا
مخالف لقوله تعالى ولا تحسبن الله مخلف وعده رسله ولا يلزم عدم امتثاله
بنهى الله تعالى عن حسبان الاخلاف فى مواعيد الرسل وهو صريح البطلان والا
فاين عصمة الانبياء المقرر عند المحققين صلوات الله تعالى عليهم اجمعين ومناقض
لقول عائشة رضى الله تعالى عنها المذكور فيما سبق من قولها معاذ الله ما وعد الله

آه وایضا نص القاضی عیاض بقوله لا انه شك فی وعد الله وایضاً نظهر لمن تتبع
سیر الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام انهم علی كمال وثوق واعتماد بمواعید الله
تعالی لا یتطرق وهم امكان خلف المواعید فی قلوبهم الا ترى الی قول موسى علیه
وعلى نبینا الصلوٰة والسلام (كلا ان معی ربی سیهدین) بعد ما قال له قومه ما قال
(فلما تراءى الجمعٰن قال اصحاب موسى انا لمدركون) والی قول نبینا صلی الله علیه
وسلم فی الغار (لا تحزن ان الله معنا) وقد روی عن عائشة رضی الله
تعالی عنها قالت كان النبی صلی الله علیه وسلم یحرس حتی نزلت هذه الآیة (والله
یعصمك من الناس) فاخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم رأسه من القبة وقال لهم
یا ایها الناس انصرفوا فقد عصمنی ربی عز وجل وقیل كان علیه الصلوٰة والسلام
یخاف قریشاً فلما نزلت هذه الآیة (یا ایها الذین امنوا اذكروا نعمت الله علیكم
اذ هم الآیة) استلقی ثم قال من شاء فلیخذلنی انتهی (شفا قاضی عیاض) وما قال
بعض الكملاء لو كان الخلف فی الوعد ممتنعاً لما امر النبی صلعم بقوله تعالی (قل ان اهلكنی
الله ومن معی الآیة) وبقوله تعالی لئن اشركت لیحبطن عملك الآیة وغیرها من الآیات
الاخر فقد مر جوابه فیما سبق مفصلاً فلا نعیده وایضاً هذا خرق للاجماع فان الخلف
فی الوعید وان جوز لكن الخلف فی الوعد قد عد ممتنعاً بالاجماع كما مر وما قال ان
شارح المواقف والمقاصد وغیرهما من المحققین قد جوزوا الكذب علیه تعالی فقد
علمت فیما سبق ان التحقیق خلافه فلا حاجة الی الاعادة والله ولی الافادة والمنة

یهدی من یشاء الی صراط مستقیم خلاصه مرام یه ہے كه اہل حق كے نزدیك كذب
باری تعالی ہرگز ہرگز ممكن نہین نه كلام نفسی نه كلام لفظی مین بلكه یه عقیده فرقهٔ زائغه
مرداریه كا ہے اور مجوزین خلف فی الوعید ہرگز معتقد جواز كذب باری تعالی نہین
بلكه اونكو كذب باری تعالی اور تبدیل قول الہی كا الزام لگایا جاتا ہے اور وه مدفوع
ہے اور محققین خلف فی الوعید كو جائز نہین ركھتے اگر قول شاذ ہو تو وه بمقابله نصوص
قاطعه مردود یا مأوّل ہوگا پھر ایسے اقوال شاذه سے عقیده كا ثبوت كیونكر ہوسكتا ہے
اثبات عقیده كے لئے دلیل قطعی ہونا چاہیے اور زبان درازی اس امر مین موجب
نقصان دین اور باعث مضحكه دشمنان شرع متین ہے الله تعالی اہل اسلام كو اس سے
بچاوے والله اعلم وعلمه اتم واحكم سبحان ربك رب العزة عما یصفون و
سلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین حرره افقر عباد ذی المنن عبده
احمد حسن عصمه الله عن آفات یوم المحن بفضله الخفی والعلن المقیم فی بلدة كانفور
صانها الله عن الشرور والمدرس فی دار العلوم فی آخر عشرة ذی الحجة سنه ۱۳۰۶ هجریه
اب وه تقریظین نقل كیجاتی ہین جو علماے كرام نے اس عمده اور نادر رساله پر كی ہین +

صورة ما قرظه فخر العلماء الكرام صدر الفضلاء العظام استاذ
اساتذة الهند والشام محط رحال الفخام آیة من آیات الله
الحضرة مولانا محمد لطف الله دامت بركاتهم وعمت

فیوضاتہم و لقد اجاد فیما افاد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هو اصدق قیلا، والصلوة والسلام علی من بعث مرشدا و دلیلا، وعلی آله واصحابه الذین کانوا ینزهون الله عما لا یلیق بجنابه، وبعد فیقول العبد الضعیف المعتصم بحبل الله المتین **محمد لطف الله** تجاوز الله عن سیأته یوم الدین انی لما طالعت هذا الکتاب الذی صنفه اخلص الاحباب مالک ازمة التحقیقات الشرعیة والتدقیقات الفلسفیة النحریر الکامل الحبر الفاضل الذی یفتخر بوجوده الزمن المولوی **احمد حسن** حرس الله ذاته واسعد اوقاته فوجدته صحیح المعانی سدید المبانی حریا بان یکتبه علماء الزمان علی صفائح الیواقیت بمیاه العقیان وقمینا بان تتخذه الغید عقد الجید محتویا علی تحقیقات بدیعة تطرب الاسماع ومشتملا علی تدقیقات منیعة تمیل الیها الطباع جزی الله مصنفه جزاء موفورا وجعل سعیه مشکورا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی طه الامین



صورة ما قرظه البحر الکامل والنحریر الفاضل جامع العلوم العقلیة والنقلیة مصدر الکمالات البهیة الادیب الاریب الفطین اللبیب بهجة الادباء

اوحد النبلاء الالمعی اللوذعی مولانا محمد عبد الله التونکی احد اعیان مدرسی بیت العلوم فی بلدة لاهور حفظها الله من الحور بعد الکور ولقد احسن المقال وابدع فیما قال

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین وبعد فهذه رسالة رشیقة بارعة ومقالة انیقة فارعة فی توضیح تقدس الباری عن امکان الکذب والمین وتقریر تنزهه من جواز النقص والشین تطرب اولی الابصار بافاضتها الرائعة السائغة وتطرب ذوی الاذهان بافاضتها الرابعة السابغة تنشرح بها صدور العقلاء الانزال وتنقبض عنها قلوب الجهلاء الانذال تمرح بها نفوس ارباب اللب والسداد وتمرح منها عیون اصحاب الخبث والفساد مقاصدها محلاة بالبراهین القاهرة ومطالبها موشاة بالسلاطین الداحرة ذوابل دلائلها فالقة لاکباد مشاربة الغواة الزائغین عن سبیل الرشاد ونواحل شواهدها خارقة لاکتاد مذاهب العصاة الراغبین الی طریق العناد مطارق بیانها الصافی قاصمة لرؤس ساطیر القائلین بالجواز والامکان ومقارع تبیانها الضافی قاصمة لظهور اضابیر اصحاب الکذب والبهتان کیف لا وقد نطق بها الحبر السامی والبحر الطامی الفاضل البصیر والفاضل الخبیر ذو العقل الصائب والفهم الثاقب والذهن الثقیف والفکر الحصیف والرای الرزین والحدس الرصین

الحبيب الاكرم، والشفيق الافخم، والرفيق الاقدم، والصديق الاعظم مولانا المولوى
الحافظ **احمد حسن** سلمه الله عن مصائب الزمن وحوادث الفتن، المالك لازمة
العلوم النقلية كلها بلا نزاع، والقائد لاعنة الفنون العقلية جلها من غير دفاع
الذى يقتبس عن ضياء فضائله الدانى والقاصى، ويجتنى من ثمار جلائله العارى و
الكاسى، سهام تقريره صائبة الى قلوب هفوات القوم الذين رشيه هم غوى
وصه وقهم مائن، ورماح تحريره نائبة على صدور سقطات النفر الذين خليلهم
خليل وامينهم خائن فبدد شمل اباطيلهم وشرد جمع خزعبيلهم وسوّد وجوه
مقالاتهم وبيّض عيون ضلالاتهم وشتّت جنود وساوس انظارهم وفتت قوى
هواجس افكارهم واقام عليهم يوم القيامة وامطر عليهم مطر الحمام كما قد فعلت بهم
ذلك مرة بعد الاولى وكرة عقب الاخرى بالمشاهدة والمشافهة، والمعارضة والمعارضة
حين تكردسوا وازدحموا ببلدة لاهور، التى هى كالشارق والساهور، فى الضياء والنور
سلمنى الله واياها من شرور الدهور، وصوادر الحبور، فانبتوا وانبثوا وانهزموا
وانهزموا وانسلوا وانفلوا كانهم جراد منتشر او ذر مشفتر وبالجملة فقطع
دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين فقط

كتبه العبد المذنب المفتى

محمد عبد الله عفا الله عنه

صورة ما قرظه افضل المحققين اشرف المدققين اكمل المناظرين ابجل المعارضين انبل الفاضلين ابلغ البلغا افصح الفصحا افقه الفقها انجب النجبا اشرف الشرفا اعلم العلما مولنا وبالفضل اولنا المولوى **محمد على** حفظه بكنفه عالم الخفى والجلى المتوطن ببلدة كانفور صانها الله عن الشرور

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذى احب تنزيهه عن وصم النقصان، حتى جعل كلمة سبحان الله
نصف الميزان، على لسان نبيه عليه الصلوة والسلام الاتمان، وشطرها من كلمتان
ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن، والصلوة والسلام على اشرف المقدسين
المسبحين للمنان، الذى بين ثمرة شجرة قول السبحان، تهافت الذنوب والعصيان،
كتساقط اوراق الاغصان، عند حلول الشمس فى الميزان، وعلى اله وصحبه الذين جعلوا
من اورادهم تسابيح الحنان، من كل نقيصة وما شان، اما بعد فيقول العبد الضعيف
النحيف المفتاق المشتاق، الى مولاه الغنى المتجلى فى الانفس والافاق **محمد على** تجاوز الله
عن ذنبه الخفى والجلى انى امعنت النظر واجلت الفكر فى هذه العجالة السائغة،
والعلالة الرائعة، فاذا هى نهر عجاج وبحر عجاج، تقريرها اخذة بمجامع ورقية ضيان
مقاصدها قلائد العقيان، على نحور النسوان، ومطالبها عقد الجمان، فى جيد غلمان

قوله سبحان الله الاشارة الى ما هو مذكور فى حديث مروى فى البخارى كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ١٢ منه

الجنان فواضب بحججها القويمة قواصم لصدور هواجس الشيطان وعواضب
ببيناتها المستقيمة فواصم لظهور وساوس شقيق الولهان والفيت رياحين
مضامينها تزري بالربيع الزاهر وصادفت تغريد الفاظها يغني عن رنات المزاهر
وبراهينها اضوء من الشمس البازغة وسلاطينها ابهر من البدر اللامعة ودعاويها الطف
من نسيم الاسحار وفتاويها اعبق من روائح الازهار وتحقيقاتها اشهى من مسك
اذفر وتدقيقاتها الذهن خلوق اعطر وتبيانها الوافي يضاهي بانوارها النجوم الزواهر وبيانها
الكافي يباهي بغرائبها عقود الجواهر نفائسها الغالية حاكت الاعياد الطارفة ورشاقة
ولطائفها العالية ضاهت النواهد الغيد اقترن نقاور واقة نور تحريرها اشذى
من نفحوا النجوان وزهر تقريرها اجلى من شقائق النعمان كيف لا وهذبها الحبر اللوذعي
وشذبها البحر اليلمعي ورصفها الفلك هدم المقام وصنفها القلم الطمطام جامع العلوم كاشف
اسرار المكتوم نبراس العلماء مصباح الفضلاء الذي برع على اقرانه بالفضل والكمال
وفاق على امثاله بالافادة والاكمال الذي سدته مكب لطالب الفرائد ومنزله محط
الرحال العمائد اللبق الشهير الاوحد الكبير الخليل الجليل الصديق النبيل مولانا الحافظ
الحاج احمد حسن صانه الله عن جميع الفتن ونوائب الزمن ومكاره المحن واخر
دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وازواجه وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمتك يا ارحم

الراحمين

تقريظ ما نمقه العالم الجليل والفاضل النبيل التلميذ الرشيد الفهام للمصنف العلام اعني المولوي محمد عبد الحي السورتي صانه الله عن شرور الغي

بسم الله الرحمن الرحيم

تنوير الاسفار وترصيعها بحمد من تقدس عن شوائب امكان الاكاذيب الباطلة و
توشيح الاوراق وتصفيتها بتحية من تنزه عن معائب النقائص العاطلة وتجلية الصحائف
وتحليتها بالصلوة على من اعشوشب حماحم العلوم البارعة ونورت حدائق الفهوم
الفارعة وعلى آله وصحبه المنتظمة في سلك اللآلي الساطعة المتجلية من مصابيح
النبوة اللامعة ما تهدرت حمائم البراعة في ترصيف البراعة وبعد فيقول من لا يعبئ
له الا الاستكانة ولا راس ماله الا المسكنة محمد عبد الحي السورتي نجاه الله عن شوائب
الغواية والعمى انه كادت ان تتجح ظلمات الجهالة مواطن العقول وتسدل غواشي الخمول
مهامه فهوم الفحول وعسى ان يكون الناس بها في الصحاري (فلوات) كالحيارى يهيمون
(مفازات بعيده)
وغارت مياه المعارف السمحاء فهم في نضوبها يتململون وتختلس بوارق الضلال
ابصارهم فهم لا يبصرون اذ بزغ بدر الرشاد وطلعت شمس السداد من مطالع
الهداية ومشارق الدراية فتلألأت صفحات البرية عن الظلماء وتزحزحت غواشي
الغشاء ونبع عين العلم ونبغ نهر الحلم وتولى عليه من يجلو لديه افهام اولي

سبائك ذكية، وتغترف من انهار فيوضه المقدسة ذو الطبائع السوية، وهبّت
نسيمة سحرية، من رياض عوارف معارفه البهية، فتنورت ازهار الزنبق، وازهرت حيطان
السمسق، واكتست جنة الآكام حللا اخضراء، من وبل رغائبه الثراء، الذى هو
مجمع البحرين، بينهما برزخ لا يبغيان من العلمين المعقول والمنقول الذين دارت
كؤس تعاطيهما فى الملوين، واضاء من المعارف الجلية سراجا وهاجا يستضئ
به من اضل شرعة ومنهاجا، وافاض نهرا من لبن ا وعسل و خمر لذة للشاربين من العلوم
الحقيقية والفنون اليقينية، بها يشفى صدور قوم مومنين، اوستاذى ومطاعى
الفائض بالخير فى السر والعلن، المولوى **احمد حسن**، حرسه الله عن
تباريح الشجن، ونوائب المحن، الذى لما تمكنت عقدة قد انعقدت فى مسئلة امكان
كذب البارى تعالى وامتناعه، وترجرجت دونها اقدام العقول بايقاعه وانتزاعه،
فالناس فى نقيتحها كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه، فشمر عن ساق
الجد فى انحلالها، وانفتاحها برسالة قدسية غراء ونسيمة سحرية خضراء التى
مبانيها ومعانيها بحران (يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان) وفرائد دقائق مخدورة فى
ما بينها ما مسها ايدى الافكار، وخرائد نكات تحو بعين قواستارها ما رنهن
ابصار الانظار، اوراقها تزرى الورقاء، فى الجلاء والنور، وشنب الثغور، فهل يستوى
الظلمات والنور، او الظل والحرور لا عزو فانه كتاب لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه
وينطق عليكم بالحق كيف لا وفيها تنزيه الله عن تجويز الاكاذيب الاباطيل وثبوت

وجوب الصدق) قد انشدت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعام، فى جلسة واحدة
يوم العاشر من المحرم الحرام، مقرظا على رسالة مدللة فى امتناع كذب الملك العلام
للاستاذ الهمام القمقام وهو اعظم واهم عقائد الاسلام،

سبحانك اللهم ذو الآلاء	تجويز كذب فيك شر هراء
انظن فيك جوازه ونسبحك	عن كل نقصان وجل هواء
ادئيت ان وجوب صدق شانه	فمن المحال جواز كذب كذاء
واليك نشكو من ذويه بقولهم	انت العزيز وذو انتقام عداء
لا حول من احكامك فنقولها	وان امرأ يلغوه من علماء
الله يقى من يقول مجاهرا	تجويز كذب فيه شر هراء
ويبو شحر الاسفار فى بطلانه	ويزحزح الاظلام من اضواء
كلا لئن لم ينتهوا بكلامه	فنفتق لهم ستعنت بدهاء
وهو الذى يجلو الديه عقول من	ظلمت بكل جهالة سوداء
ويغوص فى بحر العلوم فيمتلى	ذيل العقول مسائلا بضياء
لما رائيت معلما فى مسنده	كدارئ النسلكت بخيط سواء
استادنا ومطاعنا (اى على) **احمد حسن**	متلألأ فى العلم والآراء
الله يعصمه ويعيم حافظا	من شر خناس وسوء عداء
ثم الصلوة على النبى محمد	والآل والاصحاب والعلماء

كتبه محمد عبد العلى السهسوانى عفى عنه

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر غواص بحر معانی نقاد گہر نکتہ دانی منشی بی بدل
فاضل نبیل مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی نور محمد صاحب پنجابی گوجرانوالوی
شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہ اللہ الی الابد

گوہر شاہوار حمد مجید۔ و جوہر آبدار ثنای لاتعد۔ کہ ترازوی زبان و معیار بیان از سنجیدن و پیمودنش قاصر۔ و عقل ذکاوت فطرتان و درک فطانت طبیعتان از قوۃ بفعل آوردنش فاتر۔ ایثار بارگاہ کبریای متعال و نثار درگاہ حضرت ذو الجلال باد آنکہ آیت صدق بشارت وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلاً از مدنیہ کمال صداقتش رواقی۔ و مضمون باہر آیت حق اشارت مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ لایامن سبع طباق تنزیہش اطاقی۔ و نعوت بیرون از احصای و احاطۂ قیاس۔ و رحموت افزون از اندازۂ خرد دقیقہ شناس۔ تحفۂ حضرت سید الکونین رسول الثقلین۔ خاتم المرسلین۔ ممدوح ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ قدوۂ انبیا محمد مصطفیٰ صلعم۔ و اصحابہ الطیبین و آلہ الطاہرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اما بعد این سرگردان توجیہ ہیچ فناسی۔ ضرب خوردہ لطمۂ نارسائی۔ اضعف عباد رب الصمد نور محمد۔ عنان خوشخرام خامہ را بعرصہ مدعا طرازی معطوف میسازد۔ و گوہر مطلب قلبی را بدستیاری غواص بیان از عمان جنان بر آوردہ نثار محفل اولی الالباب مینماید۔ کہ درین زمان سفاہت اقتران نقد گران بہای ہنر و علم چنان جنس کاسد شدہ کہ خروارش بخرمہرہ نمیخرند۔ و جوہر جان بہا فضل و فہم چنان متاع خاسر گشتہ کہ انبارش بجوی نمیگیرند۔ برگ شجر فنون عقلی از تاراج خزان

جہل و نادانی فرو ریختہ۔ و ثمر درخت علوم نقلی را ملخ طہور سفہای لایعنی پاک گسیختہ۔ تحقیق مقاصد از خاطر زمرۂ علما رو بفرار نہاد۔ و تدقیق مآرب بطائفۂ عالیۂ فضلا پشت داد۔ در اینچنین توزع حال و تشتت بال کدام شاہد دلرباست شراب جلوہ گری ہست کہ چشم تماشائیان ہمہ تن بر شاہراہ انتظار اوست۔ و کدام دلدار عشوہ پرداز مخمور صہبای محفل افروزی است کہ خاطر جہانیان محو تمنای دیدار او۔ چہ از زیبا غارتگری است کہ تا حجاب از چہرہ عالم آرائی خود کشادہ۔ عالمی را بادای شیفتہ طرۂ سمن سای خود کردہ۔ و خمار غنا سروری است کہ تا پا بحجلۂ جلوہ گستری نہاد۔ آمد آمد موسم بہار مژدۂ طرب و نشاط بگوش چمن آرایان روزگار در داد۔ باستقبال خیر مقدمش عرصۂ جہان بشگفتگی گلہای الوان رشک فردوس نمانست۔ و فضای گیتی از کثرت لالہ و ارغوان غیرت دہ کان بدخشان۔ از ہر سو صدای الآن حصحص الحق بگوش میآید۔ و از ہر کوی نوای لقد ظہر الصدق شنیدہ میشود ؎ جہان شد بزم عیش و کامرانی ۔ بجام آمد شراب ارغوانی ۔ برون از سینہ شد یکسر غم و درد ۔ نشاط تازہ در دلہا وطن کرد ۔ ہمانا این حجلہ نشین زیبائی نہ محبوبی است زیبا کہ کونظران دین و گمگردگان مراحل یقین نازش خرند۔ بل نگاری است رعنا کہ متعطشان زلال تحقیق از راح ریحانی جمالش اقداح تدقیق نوشند۔ شاہد دلفریب خلوتکدۂ احقاق حق است و صنم بتکدۂ تقدیس داور مطلق وقتیکہ مشاطۂ ہر ہفت آرای تسوید بر منصۂ ظہورش آراست۔ عقل خردہ بین باسم با مسمای تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان موسومش ساخت الحق نادر صحیفہ ایست مشتمل بر رد امکان کذب باری۔ و شگرف مجموعہ ایست متضمن بر امتناع دروغگوئی حضرت

لم یزلی - هرچند گلدسته ایست موجز - اما نمیقه ایست معجز - در تسدید معانی و تشیید مبانی بحریست کا سخی
و محیطی است وافی - خزینی است که طوق خیر الکلام قل و دل در گلویش شایان - و دلبری است که سیمای
ابطال ملت باطل از پیشانی او درخشان حقا کماحقه عروس نعوت دعاویش بحلی تحقیق آراسته و
شاهد دلائلش کما ینبغی بر منصهٔ تدقیق نشسته اگرچه شانهٔ افکار متقدمین زلف گره گیر لیلای این مقصد
عظیم الشان را مشاطگی کرده - و گلگونهٔ انظار متاخرین عارض سیمین لقای این مطلب عظیم المکان را نقوش
ادا سازی آراستگی نموده - اما این گلی است که تا گلزار هستی از جوی ظهور سیرابی یافته هیچ غنچه بدین تازگی
در خیابانش علم شگفتگی نیفراخته و رعنا طنازی است که تا نگارخانهٔ معانی صحن چمن نیاز قلمی را پیراسته
نظیرش در چشم فلک نگذشته ۵ آفاقها گردیده ام مهر بتان ورزیده ام * بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزی
دیگری * درست که هر لفظش معدنی است از در زخر مشحون - و مضمونش عشوه گریست که بربالای قبای
این شعر موزون ۵ ای خوش آن دلچسپ مضمونی که در تصویر آن * خامه همچون خامهٔ نقاش شد رنگین نویس
که راقم بعلاقهٔ ارادت و رابطهٔ عقیدت اینهمه لافیده و بیان خلاف واقع بر زبان رانده - بلکه این عجاله
نقدی است عیار که برای تنقیدش صیرفی عقل سلیم شاهدی است صدق شعار - فرق تصنیفش
از مشاطگی فکر ما خام مغزان مبرا - و خد تعریفش از غازهٔ نثر ما کم فهمان مصفا - زهی گلشنی است تازه
که در جنب ضیای ازهار معانیش چراغان گلزار سپهر بیتاب میماند - و گلبنی است نوباوه که بپهلوی
تازگی مضامینش انوار بهار آب نظر مینماید - سوادش مانند سیاهی مردم در دیدهٔ اهل بینش جا گرفته
و بیاضش مثل مهر انور سینهٔ حق پژوهان را منور ساخته - چگونه نباشد آخر نخلبند این بوستان بهار
آئین کیست - استاذی - زبدهٔ هداة انام - قدوهٔ علمای عالیمقام - تشکی ارکیه کمال تزئین و ساده

افضال - سیاح بحر معقول - شهاب ثاقب سمای منقول - مضیئ فیافی تدقیق - هژبر غابات
تحقیق - محیی آئین شریعت - متقنن قوانین فضیلت - وسیلهٔ انجاح مآرب طلاب - ذریعهٔ انکشاف
معضلات اولی الالباب - فخر زمن مولانا مفتی احمد حسن صاحب مدرس اول مدرسهٔ دار العلوم که نطاق
جهد بکمر همت والانهمت چست بسته در تنقیح و توضیح دلائل نیر حضرت رب العزت سعی موفور بهم رسانیده و هر
گلی این گلدستهٔ چمنستان مقاصد گونه گون را از بوستانی فراهم آوردند تا آنکه بتوضیح و تصحیح قلزم معانی
شیر بیشهٔ نکته دانی رایض مضمار تحقیق شهسوار عرصهٔ تدقیق پیشوای ارباب فهم مقتدای اصحاب
علم ناصب عوامل شهرستان نحو نجم ثاقب آسمان تقریر صوفی با صفا خلاصهٔ آل عبا معدن فنون
عقلی و نقلی مخزن شیون رموز خفی و جلی جناب مولنا مولوی محمد علی صاحب محلی گشته زینت
محفل ارباب بصیرت دقیقه رس گردید و از هر جانب صدای شکر الله سعیهم بسمع تشریف سامعان
در سید ایده الله تعالی این نوباده باغ تحقیق را از انهار شهرت و رواج سیراب کند و باغبانش و حدیقه آرای
تصحیحش را از ثمرات مقاصد دارین کامیاب داراد - چونکه برای نظارگی منظر زیبای این دلدار معانی حاجت
اقاصی و ادانی میل تمام داشت - بنابران بدستیاری مشاطهٔ کلک گوهر سلک و سواد قلم
جادو رقم خوشنویس بعدیل خطاط بیبدیل سرآمدهٔ جادو نگاران زمان خواجه عبد الواحد سلمه المنان
از خد و خال غازهٔ تحریر و نقاشی گلگونهٔ تسطیر بهر صفت آراست - و بمنصهٔ لوح مطبع بهر العزیز باجر باتمیز
جناب منشی عبد العزیز لیفرباش خیرخواه طالبین جناب مولوی امیر الدین جلالپوری جلوهٔ ظهور داده
و متعطشان بادیهٔ تجسس احقاق حق را از زلال انجاح مخطوظ البال شیرین کام نموده - و
انا العبد الضعیف نور محمد الجوردا سفوری من مضافات لاهور صانه الله عن الجور بعد الکور

تتمہ

واضح ہو کہ مدعیان امکان کذب باری تعالی نے دعوی کیا ہے کہ شرح مواقف اور شرح
مقاصد سے ہمارا مدعا ثابت ہے اور ان دونون شارحون نے امکان کذب باری کو مسلم
رکھا ہے اسوجہ سے مجھے ضرور تھا کہ ان دونون کتابون کی طرف رجوع کرون مگر اتفاق
سے جواب لکھنے کیوقت شرح مواقف تو میرے پاس موجود تھی اُسکا حال تو ناظرین کو جواب
کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگیا البتہ شرح مقاصد نتھی بفضلہ تعالی جسوقت یہ رسالہ چھپ رہا تھا
اوسوقت یہ کتاب بھی مجھے بہم پہونچی بعد دیکھنے کے معلوم ہوا کہ مدعیان مذکورین نے جس امر
کو شارح مقاصد کیطرف منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتہام ہے بلکہ شارح مذکور تو اس دعوے
کی بکمال درجہ بیخ کنی کرتے ہین جا بجا میرے بیانون کی تصدیق فرماتے ہین لہذا مناسب
معلوم ہوا کہ بطور التقاط اوسکی عبارت نقل کرون اور اپنے جواب کا ضمیمہ اوسے قرار دون ✣

عبارت شرح مقاصد صفحہ ۱۰۴ جلد ۲ ✣

الوجه الثالث ان کلامه لو کان ازلیا لزم الکذب فی اخباره لان الاخبار بطریق المضی کثیر فی کلام
الله تعالی مثل انا ارسلنا وقال موسی وعصی فرعون الی غیر ذلک وصدقه یقتضی سبق وقوع النسبة
ولا یتصور السبق علی الازل فتعین الکذب وهو محال اما اولا فباجماع العلماء واما ثانیا فبما تواتر
من اخبار الانبیاء علیهم السلام الثابت صدقهم بدلالة المعجزات من غیر توقف علی ثبوت کلام الله
تعالی فضلا عن صدقه واما ثالثا فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی الله محال لما فیه من
امارة العجز او الجهل او العبث واما رابعا فلانه لو اتصف فی الازل بالکذب فی خبره لامتنع صدقه

ف: هذا وجه ثالث لسعد الدین لابطال الکلام النفسی القدیم الثابت عند الاشاعرة والماتریدیة جمیعا من اهل السنة والجماعة رحمهم الله

فیه لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه لکنا نعلم بالضرورة ان من علم النسبة لا یمتنع علیه ان یخبر عنها
علی ما هی علیه وطریق اطراد هذا الوجه فی الکلام المنتظم من الحروف المسموع انه عبارة عن کلامه
الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی واما وجه استحالة النقص ففی کلام البعض انه لا یتم الا علی
رای المعتزلة القائلین بالقبح العقلی قال امام الحرمین لا یمکن التمسک فی تنزیه الرب تعالی عن الکذب
بکونه نقصا لان الکذب عندنا لا یقبح لعینه وقال صاحب التلخیص الحکم بان الکذب نقص ان
کان عقلیا کان قولا بحسن الاشیاء وقبحها عقلا وان کان سمعیا لزم الدور وهذا مبنی علی ان
مرجع الادلة السمعیة الی کلام الله تعالی وصدقه وان تصدیقه النبی علیه الصلوة والسلام بالمعجزات
اخبار خاص وقد عرفت ما فیه وقال صاحب المواقف لم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح
العقلی بل هو هو بعینه وانا اتعجب من کلام هؤلاء المحققین الواقفین علی محل النزاع فی مسئلة
الحسن والقبح والجواب ان کلامه فی الازل لا یتصف بالماضی والحال والمستقبل لعدم الزمان اه

شارح مقاصد کے اس قول سے میرے چند دعاوی کی تائید ہوتی ہے جو مینے جواب مذکور مین کیے
ہین اول یہ کہ کذب باریتعالی باجماع علماء و باتفاق عقلاء محال و ممتنع ہے دوسرے یہ کہ کذب صفت
نقصان باتفاق عقلاء ہے اور وہ باریتعالی مین محال ہے تیسرے یہ کہ کلام نفسی و لفظی مین دونون باب
اتصاف بصدق و کذب لازم ہے جن ادلہ سے کلام نفسی کا امتناع کذب ثابت ہوگا اونھین سے
بذریعہ مقدمۂ وجدانیہ حقہ کے کلام لفظی تعبیر و عنوان کلام نفسی کا ہے اور مناط صدق و کذب کا معنے ہی
ہی کلام لفظی کا بھی امتناع کذب ثابت ہوجائیگا چوتھے یہ کہ صاحب مواقف و شارح مواقف کا گمان
کہ اول و دوم دلیل سے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی مین ثابت ہوتا ہے نہ لفظی مین باطل و فاسد ہے

التکلم لیلزم الدور اور دوسرے یہ کہ ہم ابحاث سابقہ مین باریتعالی کے کذب کے امتناع کو عقلی
ثابت کر آئے ہین پس منع کے کیا معنے لان المنع مطالبۃ الدلیل وقد مر الدلیل جواب شارح
سے خوب واضح ہو گیا کہ باری تعالی کے کذب کا امتناع شرع سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اور عقل سے
بھی پس شرعی بمعنے ما ورد بہ الشرع ہوا نہ بمعنے ما یتوقف علی الشرع اور یہی امر مین رسالہ ہذا مین
ثابت کر چکا ہون فللہ الحمد عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ الثالث الآیات والاحادیث الواردۃ
فی تحقیق الثواب والعقاب یوم الجزاء فلو لم یجب وجاز العدم لزم الخلف والکذب ورد بان غایتہ
الوقوع البتۃ وهو لا یستلزم الوجوب علی اللہ والاستحقاق من العبد علی ما هو المدعی هذا
والمذهب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب وحینئذ یتاکد الاشکال وسنتکلم علیہ
فی بحث العفو ان شاء اللہ تعالی یہ قول شارح مقاصد کا (وحینئذ یتاکد الاشکال) برہان قوی ہے
اس امر پر کہ مجوزین خلف فی الوعید پر اشکال امکان کذب باریتعالی لازم آتا ہے پس اگر شارح مقاصد
کے نزدیک امکان کذب باریتعالی محقق ہے تو اشکال کے کیا معنے ہونگے چہ جائیکہ تاکد اشکال
اور اسکے حوالہ کی بحث آئندہ پر کیا حاجت ہے بلکہ اسکا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باریتعالی ہمارے
نزدیک محال نہین ہے فالتالی لیس بباطل حتی یستدل ببطلانہ علی بطلان المقدم اور جس امر کا
شارح نے بحث عفو مین بیان کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ یہ ہے عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ تمسک القائلون
بجواز العفو عقلا وامتناعہ سمعا وهم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیین بالنصوص الواردۃ
فی وعید الفساق واصحاب الکبائر اما بالخصوص کقولہ تعالی فی اکل اموال الناس (ومن یفعل ذلک
عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا) وفی التولی عن الزحف (وماواہ جهنم وبئس المصیر) وفی تعدی

حدود المواریث یدخلہ نارا خالدا فیها واما بالدخول فی العمومات المذکورۃ فی بحث الخلود
واذا تحقق الوعید فلو تحقق العفو وترک العقوبۃ بالنار لزم الخلف فی الوعید والکذب فی الاخبار
واللازم باطل فکذا الملزوم والجواب بانهم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنۃ
علی ما مر والخلف فی الوعد لوم لا یلیق بالکریم وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید فانہ ربما
یعد کرما والقول بالاحباط وبطلان استحقاق الثواب بالمعصیۃ فاسد کما مر فکیف کان
ترک عقابهم بالنار خلفا مذموما ولم یکن ترک ثوابهم بالجنۃ کذلک والدفع بانہ لو صح
ان یخلف الوعید لصح ان یسمی مخلفا لیس بشیء لان کثیرا من افعالہ بهذہ الحیثیۃ اعنی
لا یصح اطلاق اسم الفاعل ههنا علیہ لایهام النقص کما انہ یتکلم بالمجاز ولا یسمی متجوزا
وکذا لا یسمی ماکرا ومستهزئا ونحو ذلک بل مع انہ ینجز وعد الثواب لا یسمی منجزا نعم لزوم
الکذب فی اخبار اللہ تعالی مع الاجماع علی بطلانہ ولزوم تبدیل القول مع النص الدال علی
انتفائہ مشکل فالجواب الحق ان من تحقق العفو فی حقہ یکون خارجا عن عموم اللفظ بمنزلۃ
التائب اس تقریر سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ جواز خلف فی الوعید اگرچہ اسکو بعض نے کرم
کہا ہے مگر بجہت لزوم جواز کذب باریتعالی و تبدیل قول الہی مشکل ہے اسیواسطے اس جواب کو
چھوڑ کر دوسرا جواب اختیار کیا ہے اور اسکو حق کہا ہے جس سے اشعار ہوتا ہی کہ جواب از خلف
فی الوعید باطل ہے اسوجہ سے کہ امر باطل کو مستلزم ہے اور یہی امر رسالہ ہذا مین مقرر ہو چکا ہے
الحمد للہ عبارت صفحہ ۲۳۷ جلد ۲ وللامام الرازی ههنا جواب الزامی وهو ان صدق
کلامہ لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ واما عندکم فان امتنع

كذبه لكونه قبيحا فلم قلتم ان هذا الكذب قبيح وقد توقف عليه العفو الذي هو غاية الكرم وهذا
كمن اخبر انه يقتل زيدا غدا ظلما ففي الغد اما ان يكون الحسن قتله وهو باطل واما تركه فيلزم الخلف وهو الحق
لكنه لا يوجد الا عند وجود الكذب وما لا يوجد الحسن الا عند وجوده حسن قطعا فهذا الكذب حسن قطعا
ويمكن دفعه بان الكذب في اخبار الله تعالى قبيح وان تضمن وجوها من المصلحة وتوقف عليه انواع
من الحسن لما فيه من مفاسد لا تحصى مطاعن في الاسلام لا تخفى منها مقال الفلاسفة
في المعاد ومجال الملاحدة في العناد ومنها بطلان ما وقع عليه الاجماع من القطع بخلود الكفار
في النار فان غاية الامر شهادة النصوص القاطعة بذلك ثم اذا جاز الخلف لم يبق القطع البتة
شرذمة لا يجوزون العفو عنهم في الحكمة على ما يشعر قوله تعالى افنجعل المسلمين كالمجرمين
ما لكم كيف تحكمون وغير ذلك من الآيات ووجه التفرقة ان العاصي قلما يخلو عن خوف
عقاب ورجاء رحمة وغير ذلك من خيرات تقابل ما ارتكب من المعصية اتباعا للهوى بخلاف
الكافر وايضا الكفر مذهب والمذهب يعتقد للابد وحرمته لا تحتمل الارتفاع اصلا فكذلك
عقوبته بخلاف المعصية فانها بوقت الهوى والشهوة واما من جوز العفو عقلا والكذب
في الوعيد اما قولا لجواز الكذب المتضمن للفعل الحسن او بانه لا كذب بالنسبة الى المستقبل فمع
صريح اخبار الله تعالى بانه لا يعفو عن الكافر ويخلده في النار فجواز الخلف وعدم وقوع مضمون
هذا الخبر محتمل ولما كان هذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الكذب في اخبار الله تعالى باطل قطعا
اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کذب اگرچہ ہزار مصلحت کو متضمن ہو اور اسپر ہزارہا امور
حسنہ موقوف ہوں ہرگز اوسکا قبح زائل نہیں ہوتا اور اوسمیں لا تحصی مفاسد و مطاعن

مرکوز ہیں اور جواز خلف فی الوعید بھی ہزارہا مطاعن کو موجب ہے پس جواز خلف فی الوعید و جواز کذب باریتعالی
دونوں قطعا باطل ہیں اور یہاں سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ سید سند نے جو استحالہ کذب باری کو ممنوع کیا ہے وہ الزاما کہا ہے
اسلیے کہ اسی مبحث کا جواب لکھا ہے اور مبہم چھوڑ دیا ہے نہیں نص کیا ہے کہ عدم استحالہ
ہمارا مذہب ہے یا معتزلہ کا اور امام فخر الدین رازی نے تصریح کر دی ہے کہ ہم الزاما کہتے ہیں
کہ استحالہ کذب کا معتزلہ کے نزدیک بجہت قبح ہے اور یہاں قبح نہیں ہے بجہت مصلحت
عفو و کرم کے اور اسی امر کو ہم رسالہ میں تفصیلوار بیان کر چکے ہیں اور یہی تحقیق رسالہ
ہذا میں مکرر گذر چکی ہے فللہ الحمد اولا و آخرا و علی رسولہ الصلوۃ والسلام فی الدنیا والآخرۃ

التماس مؤلف

اہل حق کی خدمت میں التماس ہے کہ میں نے یہ رسالہ کسی نفسانی غرض سے نہیں لکھا بلکہ محض
بنظر خیر خواہی اسلام اور اہل اسلام لکھا ہے اور حمیت دینی اس تحریر کا باعث ہوئی ہے
امکان کذب باریتعالی ایسا تاریک خیال ہے کہ جسکے دلمیں نور ایمان کی جھلک ہے وہ ہرگز اس
ظلمت کے پاس نہ آئیگا اور ایسی مہیب بات ہے کہ جو مسلمان سنیگا وہ تھرا جائیگا مگر عوام کے دھوکا
کھانے اور دشمنان دین کے طعن کرنیکا نہایت خوف ہوا اسی وجہ سے میں نے یہ محنت گوارا کی
اگر پسند خاطر ہو تو سمجھیں کہ اوس ذات جامع الکمالات کی طرف سے ہے جو ہر طرح کے نقص و عیب سے
منزہ ہے اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو اس ہمہ تن عیب کی طرف منسوب کریں (وما ابرئ نفسی
ان النفس لامارۃ بالسوء) اور اگر بنظر محبت اسلامی اس خاکسار کو اطلاع دیں تو بہتر ہے مگر ایسا
نکریں کہ بغیر نہایت غور و فکر کے جھٹ پٹ رد و کد پر مستعد ہو جائیں بزرگوں کے اس مقولہ پر نظر

رکھیں ؎ وکم من عائب قولا صحیحا + وآفته من الفهم السقیم + اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ سلسلہ
کیا ہے ایسا نہو کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہونچے کہ بیری مخالفت اور تغلیط میں حضرت
ایمان علی الاعلان تشریف لیجائیں (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان دین خوب مضحکہ اڑائیں اور
اگر تعصب مجمل حق سے باز رکھے اور خواہ مخواہ رد کد پر آمادہ کرے تو دو بخیں دو امروں کا لحاظ ضرور ہے اول
کہ اپنے دعوے کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات اور استنباطات پر قناعت نفرمائیں کیونکہ یہ امر
اعتقادیات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اوسکے لئے ثبوت قطعی چاہئیے
کما ھو مبین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں مگر یہ سمجھ کر ایسا نہو
کہ الزامی قول کو اونکا عقیدہ خیال کرلیں دوسرے یہ کہ کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور اگر ان
دونوں امروں کا لحاظ نہو گا تو وہ تحریر لا یعبأ بہ سمجھی جائیگی +

اشتہار

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب تصنیف مولوی کرم الٰہی طالب مولوی فضل دین صاحب رسالہ دلائل سنین

۱۳۰۷

سراج الخفیّین

فی

ولادۃ الامام والمناقبین

۱۸۹۰ع

حسب الایماء میاں ... الدین صاحب خواجہ ... میاں محمد بخش ولد میاں ... خواجہ ...

مطبع گلزار محمدی واقع لاہور ... مطبوع